قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مسلسل اشاعت کے ۴۶ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۱ جلد ۱۲

محرم ۱۴۲۹ھ — جنوری فروری 2008ء

فوجی فاؤنڈیشن و فوجی یونیورسٹی سے اعتذار

حضرۃ عمر فاروقؓ

شہید کربلا حضرۃ سیدنا حسین بن علیؓ

حمد باری تعالیٰ

محامد خاتم النبیین

ٹی وی پر علماء کا آنا مثبت و منفی پہلو

انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس گوجرہ

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱ ● جلد: ۱۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ — صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مینیجر: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

سرکولیشن مینیجر: رانا محمد طفیل جاوید

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفٰی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفٰی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

لولاک کی نئی جلد کا آغاز	چیف ایڈیٹر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	3
سانحہ لیاقت باغ	〃 〃 〃 〃 〃	4

مقالات ومضامین

حمد باری تعالیٰ	ایم ایس خالد	6
محامد خاتم النبیینؐ	〃 〃	7
حضرت عمر فاروقؓ	جناب عبدالرزاق	10
شہید کربلا سیدنا حسینؓ بن علیؓ	مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ	12
مختصر تذکرہ فاروق اعظمؓ	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	16
امام مظلوم سیدنا عثمانؓ	صاحبزادہ مبشر محمود	22
حضرت خباب بن ارتؓ	عبداللہ فارانی	24
ٹی وی پر علمائے کرام کا آنا مثبت ومنفی پہلو	مولانا سعید احمد جلالپوری	27

ردقادیانیت

حیات عیسیٰ علیہ السلام	پروفیسر سید شجاعت علی شاہ	35
جھوٹے مہدی؟	حافظ مجیب الرحمٰن	38
قادیانی اور بھٹو	مولانا عبدالعزیز لاشاری	43
قادیانیوں سے تعلقات	مفتی اسد اعجاز	45

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	47
ختم نبوت کانفرنس گوجرہ	جناب محمد ندیم	51
قارئین لولاک سے اپیل	چیف ایڈیٹر	54
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

صَلٰوۃٌ وَسَلَامٌ عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بِقَدْرِ عُرُوْجِہٖ وَکَمَالِہٖ

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بِقَدْرِ عَطَائِہٖ وَنَوَالِہٖ

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بِقَدْرِ اَخْلَاقِہٖ وَخِصَالِہٖ

فَیَاَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

دَائِماً اَبَداً عَلٰی کُلِّ مَقَالِہٖ وَحَالِہٖ

طلبگار شفاعت از بارگاہ نبوت محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

ماہنامہ لولاک کی نئی جلد کا آغاز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی بزرگ رہنماء حضرت مولانا تاج محمود مرحوم نے ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ (مارچ ۱۹۶۴ء) سے ہفت وار لولاک جاری کیا۔ پھر اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان بنادیا۔ حضرت مرحوم کی وفات کے بعد آپ کے جانشین مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمودؒ اسے شائع کرتے اور آبیاری فرماتے رہے۔ محرم ۱۴۱۸ھ سے اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہیڈ آفس ملتان سے بجائے ہفت روزہ کے ماہنامہ کے طور پر جاری کیا گیا۔ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ میں ماہنامہ لولاک کی گیارہ جلدیں مکمل ہوگئیں۔ محرم ۱۴۲۹ھ کا یہ شمارہ بارھویں جلد کا آغاز ہے۔ لولاک کے آغاز کو سن ہجری کے حساب سے شمار کیا جائے تو پینتالیس سال اس کی اشاعت کو ہوگئے ہیں۔ اگر ماہنامہ کے حساب سے شمار کریں تو گیارہ سال مسلسل اشاعت کو پورے ہوگئے۔ ہم پہلے دونوں کو شمار کر کے نمبر لگاتے تھے۔ مثلاً (۱/۳۹) تو اس سے مراد ہفت روزہ کے انتالیس اور ماہنامہ کا پہلا سال مراد ہوتا تھا۔ اس سے بجھنے میں دوستوں کو الجھن ہوتی تھی۔ اس لئے اب فیصلہ کیا گیا کہ جلدوں کے شمار میں تو ماہنامہ کی جلدوں کا لحاظ رکھا جائے

اور ٹائٹل پر مسلسل اشاعت کا سال درج کر دیا جائے اور سن عیسوی کی بجائے سن ہجری شمار کیا جائے۔ تو اس لحاظ سے ۱۴۲۹ھ میں لولاک کی مسلسل چھیالیسویں سال کا آغاز ہے اور ماہنامہ کے لحاظ سے محرم سے بارھویں سال کا آغاز ہے۔ اب ٹائٹل پر مسلسل اشاعت کے ۴۵ سال اور جلد نمبر ۱۲ درج ہوگا۔ قارئین کے لئے اس وضاحت کے بعد سن آغاز کا سمجھنا آسان ہوگا۔

فوجی فاؤنڈیشن اور فاؤنڈیشن یونیورسٹی سے اعتذار

لولاک کی نومبر ۲۰۰۷ء کی اشاعت کے صفحہ ۴ پر ’’چیف آف آرمی سٹاف اور وفاقی محکمہ تعلیم توجہ فرمائیں کہ عنوان کے تحت ادارہ لولاک کی جانب سے مخاطب کیا گیا تھا کہ ۲۶ر اگست ۲۰۰۷ء کے روزنامہ جنگ راولپنڈی میں ایک اشتہار از جانب فوجی فاؤنڈیشن پراجیکٹ، فاؤنڈیشن یونیورسٹی، برائے داخلہ شائع ہوا ہے۔ اس میں معروف قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام غدار پاکستان کی تصویر دی گئی ہے۔ گویا نونہالان پاکستان کے لئے اس کو آئیڈیل قرار دیا گیا ہے۔ یہ وہی عبدالسلام ہے جس نے پاکستان کے ایٹمی راز فاش کئے۔ پاکستان کے ایٹم بم کا ماڈل امریکہ کو دیا۔ اس غدار کی تصویر فوجی فاؤنڈیشن کے پراجیکٹ میں اس سے کیا سمجھا جائے کہ فوج میں قادیانی ذہن کس طرح کام کر رہا ہے۔‘‘

فوجی فاؤنڈیشن کی جانب سے ادارہ لولاک کو لیگل نوٹس موصول ہوا کہ جس اشتہار میں ڈاکٹر عبدالسلام کی تصویر ظاہر ہوئی تھی وہ اشتہار ادارہ کامیسٹ کا تھا نہ کہ فاؤنڈیشن یونیورسٹی کا اور یہ کہ موخر الذکر کا اشتہار نیچے الگ تھا۔ ادارہ لولاک نے فاؤنڈیشن کے لیگل نوٹس کا جواب ارسال کیا ہے اور معذرت پیش کی ہے کہ ادارہ ہذا کو بذریعہ ڈاک متعلقہ اخبار کے تراشے کی فوٹو نقل ملی تھی۔ جس سے کامیسٹ اور فاؤنڈیشن کا اشتہار ممیتز نہ ہوتا تھا۔ لہٰذا قارئین لولاک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی تصویر کا فاؤنڈیشن یونیورسٹی کے اشتہار سے کوئی تعلق نہ تھا۔ فالحمدللہ!

سانحہ لیاقت باغ راولپنڈی

۲۷ر دسمبر ۲۰۰۷ء کی شام کو پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جب لیاقت باغ راولپنڈی میں عوامی جلسہ عام سے خطاب کے بعد باہر نکلیں تو سڑک پر کارکنوں کے روپ میں ایک گروہ نے منظم نعرہ بازی کے شعبدہ سے ان کی گاڑی کے نکلنے کے راستہ کو روک لیا۔ نعرہ بازی کا روپ اس خوبصورتی سے بھرا گیا کہ محترمہ اپنی بلٹ پروف گاڑی کا سن روف کھول کر نعروں کے خیر مقدم کے لئے گاڑی میں کھڑی ہوگئیں۔ اس دوران میں تجربہ کار نشانہ باز، سفاک قاتل نے کمال ہنرمندی کے ساتھ اپنا مشن مکمل کر لیا۔

محترمہ بے نظیر بھٹو موقعہ پر جان کی بازی ہار گئیں۔ انہیں اس حالت میں ہسپتال لے جایا گیا۔ ایک گھنٹہ تک ان کی وفات کی خبر کو ظاہر نہ کیا گیا۔ بم پھٹنے سے کئی کارکن موقعہ پر جان کی بازی ہار گئے۔ اس خبر کے نشر ہوتے

ہی پورے ملک میں احتجاج اور غم وغصہ کا اظہار جو ایک طبعی امر تھا شروع ہوا۔ تقریباً ہفتہ ہونے کو ہے۔ تا حال ملک میں پوری طرح حالات صحیح نہج پر واپس نہیں آئے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو کی تدفین کے بعد پارٹی کا چیئرمین ان کے صاحبزادہ بلاول بھٹو کو اور شریک چیئرمین جناب آصف زرداری کو مقرر کردیا گیا۔ تعزیت کے لئے جناب نواز شریف سے قاضی حسین احمد تک ملک کے سیاستدان ٹوڈیرو گئے۔ سبھی نے اس غم کو اپنا غم سمجھا۔ حکومتی اہلکاروں نے چند گھنٹوں پر جائے وقوعہ سے تمام شواہد ونشانات صاف کرڈالے۔ حکومت نے محترمہ کی موت کو سن روف کا لیور لگنا، گولی لگنا، بم کے ذرے، دل کا بیٹھ جانا وغیرہ کئی مؤقف بدلے۔ بقول مولانا فضل الرحمٰن حکومتی دعوؤں نے محترمہ کی موت کو ایک معمہ بنادیا۔

ان حالات میں بڑا خوبصورت اور جاندار عذر الیکشن کمیشن کے ہاتھ آگیا۔ الیکشن ۸؍جنوری سے ۱۸؍فروری ۲۰۰۸ء پر ملتوی کردیئے گئے۔ اس پر بعض سیاستدانوں نے کہا کہ الیکشن ملتوی کرانے کے لئے ہی سانحہ لیاقت باغ وقوع پذیر ہوا۔

۲؍جنوری ۲۰۰۸ء کی شام صدر، والا شان نے قوم کو اپنے خطاب سے ممنون فرمایا۔ ایک طرف سکاٹ لینڈ یارڈ کی ٹیم کو تحقیقات کے لئے بلانے کا مژدہ سنایا۔ دوسری طرف محسود اور فضل اللہ کو یقین کے ساتھ قاتل نامزد کردیا۔ متاثرہ اور مدعی فریق پیپلز پارٹی ان کو اپنا مجرم نہیں مانتی۔ خود امریکہ نے بھی القاعدہ کے اس سانحہ میں ملوث ہونے کے الزام کو مسترد کردیا ہے۔ صدر والا شان نے اپنے خطاب میں حکومتی چرنوں میں پروان چڑھنے والے جرائم پیشہ گروہ پر فسادات کی ذمہ داری ڈالنے کی بجائے اس میں سیاسی عنصر کو شریک جرم قرار دیا اور دلیل میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ فسادات کو ٹھیک نہ سمجھنے والے (ق لیگ) لوگوں کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ حالانکہ سرکاری املاک اور حکومتی گروہ کی املاک کو نقصان پہنچنا تو خود حکومت کے خلاف ردعمل تھا۔ اس سے حکومت کو اپنی مقبولیت کا اندازہ کرلینا چاہئے تھا۔

ان حالات وواقعات کے تناظر میں آرمی اور رینجرز کو بحالی امن کے لئے ملک بھر میں متعین کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔ اس سے کہیں بھپرے ہوئے طبقہ میں اگر آرمی کے لئے مزید دلوں میں کدورت بڑھ گئی تو یہ ملک کے لئے کسی بھی ہوشمند کے نزدیک نیک فال نہ ہوگی۔ پورے ملک کا انتظامی ڈھانچہ جس بےبسی کا شکار ہے۔ اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ حکمران طبقہ اب بھی اگر حقائق کا ادراک کرے اور جس ادارہ کا جو کام ہے اس کے سپرد کیا جائے۔ اس کی صلاحیتوں کو معروضی حالات میں دوسرے کاموں پر قطعاً نہ لگایا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

روز بروز ملک کو جس ابتری کے سفر پر حکمران لے جارہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں جو ہوگا، اے کاش برسراقتدار کو اس کا ادراک ہوجائے۔ خدا کرے ایسا ہو لیکن ابھی تو دور دور تک اس ادراک کے احساس کا بھی نشان نظر نہیں آرہا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ امین بحرمة النبی الکریم!

حمد باری تعالیٰ جل شانہ!

جناب ایم ایس خالد وزیر آبادی

تمام حمد وستائش اور خوبیاں اس خالق دو جہاں اور مالک کون ومکاں اور رزاق انس وجان کو سزاوار ہیں۔ جس نے کائنات عالم کو کن کے ایک لفظ سے پیدا کیا اور اس کی ربوبیت فرمائی اور بے ستون آسمان بنائے اور ستاروں سے زینت دے کر اپنی عاجز مخلوق پر احسان عظیم فرمایا۔ تاکہ وہ اس کے بھیانک پن سے محفوظ رہیں اور یہ سماوی فوج شیاطین کو شکست اور حساب میں مدد کے لئے بھی بنی اور قمر کو ضیاء اس لئے دی کہ پھل پکیں اور اس سے کھٹاس ومٹھاس حاصل کریں اور سورج کو اس لئے منور کیا تاکہ نظام عالم کی بقاء رہے اور اجناس بڑھیں اور پکیں اور توازن صحت قائم رہے۔

اے خدائے لایزال، تو نے زمین کی بنا پانی پر رکھی اور پانی کو قلزم ہستی کا ناخدا بنایا۔ اے بے مثال ہستی وبے نذیر فلکستی تو نے وحوش وبہائم، چرندو پرند، شجر وحجر دریا وتالے، معدنیات ونباتات اور جمادات پیدا کیں اور ان پر تصرف کے لئے انسان کو پیدا کر کے اشرف المخلوقات کا خطاب دیا۔ مولا یہ شاداب وادیاں اور ان میں رنگ برنگ کے پھول اور پھل، یہ آبشار اور ان میں کمیں پانی اور اس کا راگ تیری عظمت کا پتہ دیتا ہے۔

اے ظاہر وباطن کے جاننے والے آقا۔ یہ کوہسار ومرغزار، یہ چٹانیں وپہاڑ اور ان کی سربلند چوٹیاں اور ان پر سبز وسفید پگڑیاں۔ تیری قدرت کا تماشہ ہیں۔ اے نظام عالم کی ربوبیت کرنے والے محسن، تو اپنی مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا اور تو اس ننھے کیڑے کو جو صدف میں تیری توحید کے گن گاتا ہے اور پتھر میں جو تیرے راگ الاپتا ہے سنتا ہے اور روزی دیتا ہے۔ مولا تیری جلالیت کے پرتو سے پہاڑوں کے سینے شق ہوئے اور ان سے ندیاں تیری وحدت کا ترانہ گاتی ہوئی رواں ہوئیں۔ اے ارحم الراحمین تیرے رحم سے تیرے کرم سے گلزار ہستی میں رنگ وبو ہے اور تیری مئے وحدت سے قلب لالہ، سرخ رو ہے اور نرگس بیمار تیرے ہی انتظار میں محو جستجو ہے اور غنچے چٹک کر موزوں ہوئے اور پنکھڑیوں کی کٹوریاں شبنم پھولوں کے وضو کو لائیں۔ گل سوسن وچنبیلی، گل نرگس وجوہی، یہ موتیا وبیلا، یہ گلنار ومکھیہ گلاب کی اقتدائیں مقتدی ہوئے اور تیری ثناء میں ترانے ترنم سے گانے میں محو ہوئے۔ سرو نے مجرا دیا اور بلبل ناشاد شاد ہوئی۔ کبوتر ہو ہو سے اور پپیہا تو تو سے وحدت کے ترانوں میں محو ہوئے اور قمری نے حق حق کے نعرے لگا کر تیری توحید کا پیغام بادصبا کو دیا۔ جو اٹکھیلیاں کرتی ہوئی پتہ پتہ اور شاخ شاخ کو مسرور کر گئی۔

اے پاک پروردگار تیری ذات ازلی وابدی ہے۔ تو نے مردہ زمین کو رحمت کے بادلوں سے زندہ کیا اور تیرے نور کی ادنیٰ سی وہ تجلی جو بجلی کی شکل میں کوندتی ہے اور جو نگاہوں کو خیرہ وچکا چوند کر دیتی ہے۔ کس کی مجال ہے کہ جو دیکھے۔ اے خالق حقیقی تو نے اپنی حمد وکبریائی کے لئے لاتعداد ملائک نور سے، جان کو نار سے، انس کو مٹی سے پیدا کیا۔ پرندو چرند، شجر وحجر تیری حمد وتعریف میں رطب اللسان ہیں اور زمین وآسمان کی باگ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جس کو تو ایک دم میں فنا کرنے اور نئی بسانے پر قادر ہے۔ تیرا نور زمانہ بھر پر محیط ہے اور تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم!

جناب ایم ایس خالد وزیر آبادی

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خوش نصیب تھی وہ ساعت جو ربیع الاوّل میں آئی۔ جس میں ایک نور لازوال گوہر بے مثال ایک بیش قیمت لعل، ایک انمول جوہر، ایک نور علیٰ نور ہیرا۔ جس کی بے مثل روشنی سے شمس وقمر خجل ہو کر ماند ہوئے۔ جس کی ابدی وسرمدی خوشبو پر عنبر وکستوری فدا ہوئیں اور جس کی معطر ودل آویز خوشبو کے تصدق میں پھولوں کو رعنائی ملی۔ جس کی زبان فیض ترجمان نے فصاحت وبلاغت کے دریا بہائے جو کرۂ ارض پر لہریں اور موجیں مار کر دنیا کو سیراب کر گئے اور جس کے حسن لاجواب سے فردوس کی حوریں شرمائیں اور حسینائیں عالم خجل وشرمندہ ہوئے۔ چاند کی پیشانی عرق ریز اور ستارے بادل کے آنچل میں چھپے اور جس کے دید کی تصدق میں آہو کو بے مثال آنکھیں ملیں اور جس کے قد رعنا سے سرو نے بلندی پائی اور جس کے اخلاق حمیدہ سے دنیا نے تہذیب سیکھی اور جس کے رحم وکرم سے ظالم وجاہل بدو، گلہ بان عالم بنے اور جس کے عدل وانصاف نے نوشیرواں کو مات کیا اور جس کا ایک عالم مدح خواں ہوا۔ جس کے مبارک عہد میں شیر وبکری نے ایک گھاٹ پر پانی پیا۔ جس کی سخاوت کے صدقے میں ہزاروں حاتم بنے اور جس کی شجاعت میں رن کانپے اور دشمن ہمیشہ مغلوب ہوئے۔ جس کے رعب وجاہ وجلال سے قیصر وکسریٰ کے محل لرزہ بہ اندام ہوئے اور کنگرے سجدہ ریز ہوئے۔ جس کے نور سے جہان منور ہوا اور ظلمتیں کافور ہوئیں۔ حضور سرور دو عالم ﷺ کا ظہور قدسی کائنات عالم کے لئے سب سے بڑی نعمت ومسرت ثابت ہوا۔ شب دیجور نے کروٹ بدلی اور سپیدۂ صبح نمودار ہوا۔ طائران خوش الحان اس درنایاب وازلی یتیم عبداللہ کی تشریف آوری کا مژدہ گانے میں محو ہوئے۔ باد صبا نے مبارک باد کا پیغام دیا اور خصوصاً فارس کے مجوسی آتشکدہ کو سنایا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرد ہوا۔

حضرت ابراہیم کے دنیا میں سب سے پہلے گھر کی وہ آگ توحید کے پیغام سے سرنگوں ہو کر تختوں سے گرے۔ نمرودی جبہ کی وہ آگ پھولوں کا لباس زیب تن کئے۔ عنبر وعود کی کشتی میں دعائے خلیل کو آنکھوں پہ رکھے۔ ملائکہ کی فوج کے ساتھ نور کی مشعلیں لئے توحید وتمجید کے گلدستے ہاتھوں میں سنبھالے آمنہ کے در و دیوار پر رحمتیں برساتی اور تعریف کے گن گاتی ہوئی نازل ہوئی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بغایت شان زیبائی بصد انداز یکتائی
امین بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

مبارک باد کا غلغلہ نسیم صبح نے گایا۔ سبز سبز ڈالیاں فرط محبت سے گلوگیر ہوئیں اور پتے پتے نے خوش آمدید کہا بشارت مسیح، محمد ﷺ کے لباس میں باب نبوت کو بند کرتی ہوئی جلوہ افروز ہوئی۔ طاغوتی طاقتیں شرک وبت پرستی کو

تاراج کرتی ہوئیں رحم وکرم، عفو وحلم، خلوص وصداقت کی رحمانی طاقتوں کے آگے سرنگوں ہوئیں۔ شیطان معہ اپنی ذریت کے پہاڑوں کو بھاگم بھاگ دوڑا اور دھاڑیں مار مار کر رو دیا۔ زمین وآسمان اس جلوۂ سبحانی سے مسرور ہوئے اور مبارک بادی کا ترانہ گایا:

خود خامۂ قدرت نازاں ہے ہر چشم تماشا حیراں ہے
اس مصحف عنصر خالی پر یہ نقش ونگار اللہ اللہ

اے عبداللہ کے در یتیم تیری پیدائش مبارک، تیرا تشریف لانا رحمت۔ اے انسانیت کا سبق یاد کرانے والے آقا۔ اے قلزم ہستی میں خلق ومروت کے دریا بہا دینے والے داتا۔ اے کفر وضلالت کو خس وخاشاک کی طرح بہا دینے والے مولا۔ اے اخوت ومحبت کے بخشنے والے منعم۔ اے حلم وبردباری کے سبق کو ازبر کرانے والے رسول۔ اے عفو وکرم کی مجسم تصویر، ہمارا لاکھ لاکھ سلام آپ پر اور آپ کی آل پر:

نغمہ ہے تیرا دلکش اکبر مضمون ہے تیرا پاکیزہ تر
بلبل کے ترانے صل علیٰ پھولوں کی لطافت کیا کہنا

انعام باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر کا ہزار ہزار احسان ہے۔ جس نے ہماری رشد وہدایت وفلاح وبہبود کے لئے، ہمارے نیک وبد کے سمجھانے کی خاطر، ہمیں قعر مذلت میں گرنے سے بچانے کی خاطر، وحوش وبہائم کو انسان بنانے کے لئے، خواب گراں سے بیدار کرنے کو، ہماری سوئی قسمت کے جگانے کو۔ ہمیں اپنا بندہ بنانے کی خاطر اور نار جہنم سے بچانے کی خاطر۔ قرآن ناطق کو۔ جس کا اسم گرامی ہی تعریف کیا گیا ہے۔ رحمت عالم کے لباس میں عفو وحلم کے پیکر میں۔ رحم وکرم کی تصویر میں۔ اخوت ومحبت کے قالب میں۔ انکساری وتواضع کے مجسمے میں۔ فقر وغنا کے ڈھانچے میں۔ مساوات کا علم دے کر۔ قران صامت بیش قیمت صحیفہ دے کر۔ جس کی ضیا باری آبدار موتیوں سے بالاتر ہے اور جس کی قیمت کے پاسنگ لعل وجواہر نہیں ہوسکتے اور جس کی معطر ودل آویز مہک عنبر وعود سے زیادہ دل لبھا لینے والی ہے مبعوث فرمایا ہے۔

وہ قوانین ازل کا قاسم، وہ گلیم پوش وبوریہ نشین نبی جو رسولوں کا سرتاج اور نبوت کا عاقب ہوا اور جس کی ضیا پاشی سے جہاں مستنیر ہوا اور سراج المنیر کہلایا۔ جس کے مقدس احکام آب زر سے صفحۂ دہر پر ہمیشہ درخشاں رہیں گے۔

اور جن کے محو کرنے پر زمانہ کبھی قادر نہ ہو سکے گا۔ جب خانہ خدا کی آخری زیارت سے مستفیض ہو چکا تو خدا کے حکم بردار بندوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے سامنے ایک عام اعلان فرمایا۔ جسے ادبی دنیا حجۃ الوداع کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مشرک جزیرۃ العرب میں نہ رہنے پائے اور کوئی برہنہ مسجد حرام کا طواف نہ کرے۔ بلکہ پاس بھی بھٹکنے نہ پائے۔ مسلمان کا مال اور جان اور عزت تم پر قطعی حرام ہو چکا۔ خبردار کوئی کسی

مسلم کو دکھ نہ دے۔ خدا نے اپنے دین کو کامل اور اکمل کردیا اور تمام نعمتیں پوری ہوچکیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ میرا آخری حج ہو۔ تم میں دو چیزیں ایسی بیش قیمت چھوڑے جاتا ہوں۔ ’’ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله (مشکوٰة ص۳۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)‘‘ یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول۔ اگر اس پر گامزن رہو گے تو شادکام و بامراد رہو گے۔ اور تمہیں کوئی گمراہ نہ کر سکے گا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور انگلی اٹھائی اور تین بار اعادہ کیا۔ خداوند گواہ رہیو میں نے تیرے احکام تیری عاجز مخلوق کو پہنچادیئے۔ اس کے بعد فرمایا یا معشر المسلمین تم میں جو حاضر ہیں وہ سن لیں اور جو غائب ہیں انہیں پہنچادیا جائے۔

محبوب خدا کا حکم ہے کہ میرے نام لیوا وہی ہوسکتے ہیں اور جنت کی ضمانت انہیں ہی مل سکتی ہے جن کا نصب العین یہ ہو۔

’’کل امن بالله وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله ۰ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا والیك المصیر (البقرة:۲۸۵)‘‘ ﴿میں نے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کو (سچے دل سے مان لیا) یہ کہ ہم انبیاء میں کسی کے (مرسل من اللہ ہونے میں) فرق نہیں جانتے اور وہ (یوں) کہتے ہیں ہم نے سن اور مان لیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی ہمارا پھرنا ہے۔﴾

’’قولوا امنا بالله وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراهیم واسماعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون (البقرة:۱۳۶)‘‘ ﴿اقرار کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ایمان لائے اس وحی پر جو ہم پر بواسطہ نبی کریم نازل ہوئی اور ہم ایمان لائے اس وحی پر جو حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام پر نازل ہوئی اور ہم ایمان لائے اس وحی پر جو ان نبیوں پر نازل ہوئی جو ان کی اولاد میں تھے اور اس وحی پر جو موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کو دی گئی اور اس وحی پر جو دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کو دی گئی اور ہم ان میں کسی میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔ بلکہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے برحق نبی تسلیم کرتے ہیں اور ہم اس کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء علیہم السلام کو تسلیم کرتے ہیں۔﴾

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام حکم ایسا دیا جس کی تعمیل کرنے والوں کا نام مؤمن قرار دیا۔

مبارک ہیں وہ جنہیں آقائے زمان، سید المعصومین، سرکار مدینہ ﷺ کا پیام آج تک یاد ہے اور وہ اس پر دل وجان سے فدا اور عمل پیرا ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ جو رسولوں کی عزت وحرمت پہ کٹ مرتے ہیں اور دامن رسالت پہ آنچ نہ آنے سے اپنے جنت الفردوس کی زینت کو دوبالا کرتے ہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت عمر فاروقؓ!

جناب عبدالرزاق

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ تاریخ کے آئینے میں۔

- جن کو محبوب خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے غلبۂ دین اور سطوت اسلام کے لئے دربار ربوبیت سے طلب کیا۔ (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۵۹۶)
- جن کے ایمان لانے سے پہلے جبرائیل امین نے ان کی تشریف آوری کا مژدہ حضور اکرم ﷺ کو سنایا۔ (تاریخ الخلفاء)
- جن کو اللہ رب العزت نے دین اسلام کی ترقی کے لئے چن کر بھیجا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)
- جن کی تشریف آوری پر حضور ﷺ نے مرحباء کی آواز بلند فرمائی۔ (غزوات حیدری)
- جن کی آمد سے مسلمانوں کو خدا کے گھر میں خدا کی عبادت نصیب ہوئی۔
- جن کے ایمان لانے سے جملہ صحابہ کرامؓ کے ایمانوں کو تقویت پہنچی۔ (غزوات حیدری ص ۴۲)
- جن کے کعبہ میں داخل ہونے کے بعد حضور ﷺ کے تکبیر کہنے سے تمام بت منہ کے بل گر گئے۔ (غزوات حیدری ص ۴۴)
- جن کو کعبہ میں جاتے وقت صحابہ کرامؓ سے آگے چلنے کا شرف حاصل ہوا۔ (غزوات حیدری)
- جن کو فاروق کا لقب دربار رسالت مآب ﷺ سے حاصل ہوا۔
- منها خلقناكم کے پیش نظر جن کی مٹی کی خمیر بہشت بریں کی مٹی سے بنائی گئی۔ (ترجمہ مقبول)
- جنہوں نے کفر کو چیلنج کر کے بیت اللہ میں کفار و مشرکین کے روبرو نماز ادا کی۔ (زرقانی ص ۱۷۱)
- جنہوں نے جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)
- غزوہ تبوک کے موقعہ پر جنہوں نے اپنے مال کا نصف حصہ پیش کر کے صاحب نبوت کی خوشنودی حاصل کی۔
- خاتم النبیین نے جن کے حق میں لوكان بعدي نبي لكان عمرؓ فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)
- جن کی حکومت عدالت اور سیاست کو دیکھ کر حضرت علیؓ نے مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ قرار دیا۔ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)
- جن کے لشکر کو دیکھ کر سیدنا علیؓ نے جند اللہ کا لقب عطاء فرمایا۔ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)
- جن کی یا ساریۃ الجبل والی آواز نے غافل فوج کو جگا دیا۔ (احتجاج طبرسی)
- جن کے خطوط سے دریا جاری اور مشرکانہ رسم کا خاتمہ ہو گیا۔ (الفاروق)
- جن کی مبارک رائے کے مطابق کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔
- جن کی غیرت کی حمایت سے بے پردہ خواتین کو پردہ ملا۔ (تفسیر ابن کثیر)

- ...... جن کے فتوحات سے اسلام کا رقبہ بائیس لاکھ مربع میل تک پہنچ گیا۔
- ...... جنہوں نے خلافت کے دوران رات کو گلیوں کا پہرہ خود دیا۔
- ...... جنہوں نے تحفظ مال کے لئے بیت المال کا خزانہ قائم کیا۔ عدالتیں قائم کیں۔ قاضی مقرر کئے۔ فوج کا الگ محکمہ بنایا۔ تنخواہیں مقرر کیں۔ نہریں جاری کیں۔ محصول مقرر کیا۔ جیل خانے بنوائے۔ محکمہ پولیس قائم کیا۔ چھاؤنیاں قائم کیں۔ مردم شماری کرائی۔ لوگوں کے لئے مکانات بنوائے۔ غریب بچوں کے روزینے مقرر کئے۔ استادوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ نماز تراویح باجماعت مقرر کی۔ اماموں مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ شراب کی حد جاری کی۔ مساجد میں روشنی کا انتظام کیا۔
- ...... جن کے قدم کی حرکت سے مدینہ پاک سے زلزلہ ختم ہوگیا۔
- ...... جو امیر المؤمنین ہونے کے باوجود زید بن ثابتؓ کے سامنے مدعا علیہ بن کر پیش ہوئے۔
- ...... جن کے اسلامی دبدبہ کی وجہ سے قیصر وکسریٰ کانپ اٹھے۔
- ...... وہ مرد مجاہد یکم محرم الحرام کو جام شہادت نوش کر کے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

امام بخش خان قیصرانی کو ٹکٹ دینے کے خلاف یوم احتجاج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم، حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی اپیل پر ملک بھر میں امام بخش قیصرانی کو تونسہ شریف کی سیٹ پر پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے صوبائی ٹکٹ دینے پر عید الاضحیٰ اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی مبلغین اور تحریک ختم نبوت سے وابستہ علماء کرام نے عید الاضحیٰ اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں پیپلز پارٹی کی مرکزی اور صوبائی قیادت سے مطالبہ کیا کہ قادیانی مذکور کو دیا گیا ٹکٹ واپس لیا جائے۔ کیونکہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور انہیں جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی اگر قادیانی مذکور کے ٹکٹ کو برقرار رکھتی ہے تو یہ ذوالفقار علی بھٹو کی روح سے زیادتی کے مترادف ہوگا۔

مولانا شجاع آبادی کا عنایت پور میں خطاب

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ تحریک ختم نبوت کے ممتاز راہنما اور قادیانیت سے متعلق انسائیکلوپیڈیا تھے۔ انہوں نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مولانا اشعرؒ کے قائم کردہ مدرسہ مطالب العلوم عنایت پور میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کی عظیم الشان خدمات پر فخر کریں گی اور ان کی خدمات رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ مولانا اشعرؒ کے جانشین مولانا عطاء الرحمان اشعری نے مولانا شجاع آبادی کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کی پرآواز پر لبیک کہیں گے۔

شہید کربلا حضرت سیدنا حسین بن علیؓ!

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ

حضرت حسینؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپؓ سے آنحضرتﷺ حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ کی طرح بے انتہاء محبت کرتے تھے۔ آپ کبھی ان کو گود میں اٹھاتے کبھی کندھے پر بٹھاتے، کبھی ہونٹوں پر بوسہ دیتے، کبھی رخسار چومتے۔ حضرت حسینؓ کی ولادت حضرت حسنؓ سے گیارہ ماہ بعد ۳؍شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپؓ کی ولادت کی خبر سن کر آنحضرتﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے آئے۔ کان میں اذان دی۔ پھر حضرت فاطمہؓ کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور القاب میں سید، شبیر، شہید، سبط، اصغر اور ریحانۃ النبی مشہور ہیں۔ سیدنا حضرت حسینؓ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں۔ جن سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ اولاد ذرینہ میں سے صرف ایک علیؓ بن الحسینؓ (جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں) باقی بچے اور انہیں سے نسل چلی۔ ایک نوجوان فرزند علی اکبرؓ اور ایک شیرخوار صاحبزادے علی اصغرؓ واقعہ کربلا میں شہید ہوگئے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ایک فرزند عبداللہ بن حسینؓ نے بھی کربلا میں شہادت پائی۔ صاحبزادیوں کی تعداد اکثر اہل سیر نے تین بتائی ہے۔ سکینہؓ، فاطمہؓ اور زینبؓ۔

آنحضرتﷺ نے فرمایا

✿...... ''سید شباب اهل الجنة الحسنؓ والحسینؓ'' جنت والوں کے جوانوں کے سردار حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں۔ (از مشکوٰۃ)

✿...... ''حسین منی وانا من الحسین احب اللّٰہ من احب حسینا، حسین سبط من الاسباط'' حسینؓ مجھ سے ہے میں حسینؓ سے ہوں۔ جو حسینؓ سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے۔ حسین میری اولاد کی اولاد ہے۔ (از ترمذی)

✿...... ''ریحان الدنیا والاخرة الحسن والحسین'' دنیا اور آخرت کے پھول حسنؓ اور حسینؓ ہیں۔ (ریاض النضرۃ)

حضرت حسینؓ اور خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت حسینؓ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ حضرت حسینؓ بچپن میں جب پہلی مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ کے سامنے لائے گئے تو آپؓ نے فرمایا: ''ابنا لعلی شبها لنبیﷺ'' بیٹا علیؓ کا ہے مشابہ نبیﷺ کے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ بنے تو حیرہ کی فتح کے بعد جو خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں فتح ہوا تھا مال غنیمت میں سے ایک نہایت بیش قیمت چادر حضرت حسینؓ کو ہدیہ میں بھیجی تو آپ نے اسے بخوشی قبول فرمایا۔

(فتوح البلدان ص۲۵۴، بلاذری)

حضرت حسینؓ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عمرؓ نے حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ کے لئے ۵،۵ ہزار درہم وظیفہ ان کے باپ اور بدری صحابہؓ کے برابر مقرر کیا۔ (شرح معانی الاثار طحاوی ج۲ ص۱۸۱)

حضرت عمرؓ نے فتوحات مدائن کے مال غنیمت میں ایک لڑکی شاہ جہان کو جو بعد میں شہر بانو کہلائی حضرت حسینؓ کو عطیہ میں دی اور اسی سے حضرت زین العابدینؒ پیدا ہوئے۔ (ناسخ التواریخ ج۱۰ ص۳)

اسلامی فتوحات میں ایک مرتبہ کپڑا آیا۔ اس میں حضرت حسینؓ کے موافق کوئی پوشاک نہ ملی تو آپ نے خصوصی طور پر علاقہ یمن کی طرف آدمی روانہ کیا۔ وہاں سے مناسب لباس آیا تو حضرت حسینؓ نے اسے زیب تن کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔ (کنز العمال ج۷ ص۱۰۶، البدایہ ج۸ ص۲۰۷)

حضرت حسینؓ اور خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ ذوالنورین

خاندان بنی ہاشم کے حضرت عثمانؓ کے ساتھ متعدد رشتے ہوئے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت حسینؓ کی صاحبزادی فاطمہؒ کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے ساتھ ہوا۔

(طبقات ج۷ ص۳۴۷)

سیدنا حضرت حسینؓ کی صاحبزادی حضرت سکینہؒ بنت حسین، حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھیں۔

معرکہ کربلا میں شہید ہونے والے خاندان نبوت کے افراد

سعد غلام حضرت علیؓ، قنبر غلام حضرت حسینؓ، عبداللہ بن عقیل، عبدالرحمٰن بن عقیل، جعفر بن عقیل، عبداللہ بن مسلم، محمد بن عبداللہ، عون بن عبداللہ، ابوبکر بن حضرت حسینؓ عثمان بن حضرت حسنؓ، عمر بن حضرت حسنؓ، عبداللہ بن حضرت حسنؓ، محمد بن علیؓ، عثمان بن علیؓ، زین العابدین بن حسینؓ، علی اکبر بن حسینؓ، علی اصغر بن حسینؓ، عبداللہ بن علیؓ، جعفر بن علیؓ، عبداللہ بن حسن محمد بن سعد۔ (اللھم اغفر لھم)

حضرت حسینؓ کے صفات وکمالات

سیدنا حضرت حسینؓ نے خانوادہ نبوی ﷺ میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے معدن فضل وکمال بن گئے تھے۔ چونکہ عہد رسالت میں کمسن تھے۔ اس لئے جناب رسالت مآب ﷺ سے براہ راست سنی ہوئی مرویات کی تعداد صرف آٹھ ہے۔ البتہ بالواسطہ روایت کی تعداد کافی ہے۔ حضور ﷺ کے علاوہ انہوں نے جن بزرگوں سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں حضرت علیؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان کے رواۃ میں برادر بزرگ حضرت حسنؓ، صاحبزادے حضرت علی زین العابدینؒ، صاحبزادیاں حضرت سکینہؒ وحضرت فاطمہؒ پوتے حضرت محمد باقرؒ، شعبیؒ، عکرمہؒ، سنانؒ بن ابی سنان، عبداللہؒ بن عمرو بن عثمانؓ، فرزوق شاعر وغیرہ شامل ہیں۔

تمام ارباب سیر نے سیدنا حضرت حسینؓ کے فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ بڑے فاضل تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قضاء وافتاء میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ سیدنا حضرت حسینؓ نے ان کے آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے وہ مسند افتاء پر فائز ہوگئے تھے اور اکابر مدینہ مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے پوچھا کہ قیدی کو رہا کرانے کا فرض کس پر عائد ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ان لوگوں پر جن کی حمایت میں وہ لڑا ہو۔ ایک اور موقع پر ابن زبیرؓ نے ان سے استفتاء کیا کہ شیر خوار بچہ کا وظیفہ کب واجب ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا پیدائش کے فوراً بعد جب بچے کے منہ سے آواز نکلتی ہے اس کا وظیفہ واجب ہو جاتا ہے۔

سیدنا حضرت حسینؓ دینی علوم کے علاوہ اس عہد کے عرب کے مروجہ علوم میں بھی پوری دسترس رکھتے تھے۔ ان کے تبحر علمی، علم وحکمت اور فصاحت وبلاغت کا اندازہ ان کے خطبات سے کیا جا سکتا ہے۔ جن میں سے کچھ آج بھی کتب سیر میں محفوظ ہیں۔

فضائل اخلاق کے اعتبار سے سیدنا حسینؓ، پیکر محاسن تھے۔ عبادت وریاضت ان کا معمول تھا۔ قائم اللیل اور دائم الصوم تھے۔ فرض نمازوں کے علاوہ بکثرت نوافل پڑھتے تھے۔ ان کے فرزند حضرت علی زین العابدینؒ کا بیان ہے کہ وہ شب وروز میں ایک ایک ہزار نمازیں (نوافل) پڑھ ڈالتے تھے۔ روزے بکثرت رکھتے تھے اور سادہ غذا سے افطار فرماتے تھے۔ رمضان المبارک میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن پاک ضرور ختم کرتے۔ حج بھی بکثرت کرتے تھے اور وہ بھی بالعموم پاپیادہ، ایک روایت کے مطابق انہوں نے پچیس حج پاپیادہ کئے۔

(تہذیب الاسماء امام نوویؒ)

سیدنا حضرت حسینؓ، مالی حیثیت سے نہایت آسودہ حال تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں ۵ ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔ جو انہیں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے زمانہ تک برابر ملتا رہتا۔ سیدنا حضرت حسنؓ نے خلافت سے دست برداری کے وقت امیر معاویہؓ سے ان کے لئے دو لاکھ سالانہ مقرر کرادیئے تھے۔ اس مرفہ الحالی کے باوجود ان کی زندگی پر فقر وزہد کا اثر نمایاں تھا۔ اپنا مال کثرت سے راہ خدا میں لٹاتے رہتے تھے۔ کوئی سائل ان کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ بعض مرتبہ غربا کے گھروں پر خود کھانا پہنچاتے تھے۔ اگر کسی قرض دار کی سقیم حالت کا پتہ چلتا تو خود اس کا قرض ادا کردیتے تھے۔

سخاوت اور دریا دلی

ایک دفعہ نماز میں مشغول تھے کہ گلی میں ایک سائل کی آواز کانوں میں پڑی۔ جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے۔ صدا دینے والے سائل کی خستہ حالی دیکھی تو اپنے خادم قنبر کو آواز دی۔ وہ حاضر ہوئے تو پوچھا ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا، آپ نے دوسو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے تھے وہ ابھی تقسیم نہیں کئے گئے ہیں۔ فرمایا یہ ساری رقم لے آؤ۔ اہل بیت سے زیادہ ایک مستحق آ گیا ہے۔ قنبر نے دوسو درہم لا کر پیش کئے تو سب کے سب سائل کو دے دیئے اور ساتھ ہی معذرت کی کہ اس وقت میرا ہاتھ خالی

ہے۔اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکا۔صدقات وخیرات کے علاوہ اہل علم اور متقی لوگوں کی سرپرستی بھی کرتے تھے اوران کو انعام کے طور پر بڑی بڑی رقموں سے نوازتے رہتے تھے۔سیدنا حسینؓ کی مجالس وقار اور متانت کا مرقع ہوتی تھیں۔لوگ ان کا حد سے زیادہ احترام کرتے تھے اوران کے سامنے ایسے سکون اور خاموشی سے بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور وقار متانت اور بلندی مرتبت کے باوجود سیدنا حسینؓ خودپسندی سے کوسوں دور تھے اور بے حد حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے۔نہایت کم حیثیت کے لوگوں سے بھی خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی طرف جارہے تھے راستے میں کچھ فقراء کھانا کھارہے تھے انہوں نے حضرت حسینؓ کو دیکھ کر اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔آپ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا:''ان اللّٰہ لا یحب المتکبرین '' بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔پھران کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔فارغ ہوئے توان سب کو دعوت پر بلایا۔جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو آپ نے گھروالوں کو حکم دیا جو کچھ ذخیرہ ہے وہ سب بھجوادو۔

زریں اقوال

ارباب سیر نے سیدنا حضرت حسینؓ کے بہت سے کلمات طیبات نقل کئے ہیں جو دانش وحکمت اور پندوموعظت کا خزینہ ہیں۔ان میں سے کچھ ہیں:۱......جلدبازی نادانی ہے۔۲......حلم زینت ہے۔۳......صلہ رحمی نعمت ہے۔۴......راست بازی عزت ہے۔۵......جھوٹ عجز ہے۔۶......بخل افلاس ہے۔۷......سخاوت دولت مندی ہے۔۸......نرمی عقل مندی ہے۔۹......رازداری امانت ہے۔۱۰......حسن خلق عبادت ہے۔۱۱......عمل تجربہ ہے۔۱۲......امداد دوستی ہے۔۱۳......اچھے کام کرتے رہو مگر دل سے۔۱۴......ایسا کام جو تم نے نہیں کیا اس کا شمار نہ کرو۔۱۵......حاجت مند نے تم سے سوال کر کے اپنی آبرو کا خیال نہ رکھا تو تم اس کی حاجت روائی کر کے اپنی آبرو قائم رکھو۔۱۶......جو اپنے بھائی کی دنیاوی مصیبت میں کام آیا تو اللہ اس کی آخرت کی مصیبت دور کرتا ہے۔ ۱۷......سب سے زیادہ معافی دینے والا وہ ہے جو بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو اور پھر بدلہ نہ لے۔۱۸......اپنی زیادہ تعریف کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔۱۹......عطاء کے ذریعے نیک نامی حاصل کرو۔۲۰......گمراہی سے شہرت پیدا نہ کرو۔۲۱......جو سخاوت کرتا ہے سردار بنتا ہے۔جو کنجوسی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔۲۲......سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے لوگوں کو بھی دیتا ہے جن سے ملنے کی امید نہ تھی۔۲۳......جو کسی پر احسان کرتا ہے تو خدا اس پر احسان کرتا ہے اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست بنالیتا ہے۔۲۴......سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے شخص سے صلہ رحمی کرے۔جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی نہ کی ہو۔۲۵......اگر کسی کے ساتھ سلوک کیا اور دوسرا اس کے ساتھ ایسا نہ کر سکا تو اللہ اس کا نیک بدلہ دیتا ہے۔

مورخ یعقوبی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت حسینؓ نے حضرت حسنؒ بصریؒ سے چند اخلاقی باتیں کیں۔وہ انہیں سن کر بہت حیران ہوئے۔سیدنا حسینؓ سے جان پہچان نہیں تھی۔جب وہ چلے گئے تو لوگوں سے پوچھا یہ کون تھے؟ جواب ملا حسینؓ بن علیؓ۔یہ سن کر حضرت حضرت حسن بصریؒ بے ساختہ بولے تم نے میری مشکل حل کر دی۔یعنی اب حیرت کی کوئی بات نہیں۔

مختصر تذکرہ فاروق اعظم امیر المومنین عمر بن خطابؓ!

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

چونکہ یہ مہینہ حضرت ممدوح کی شہادت کا مہینہ ہے۔ اس لئے فطرۃً آپ کی یاد ہر مؤمن کے قلب میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی فطری تقاضا سے مجبور ہو کر یہ مختصر تذکرہ زیب رقم کیا جاتا ہے۔ ورنہ کہاں میں اور کہاں ان کا ذکر مبارک۔ جس کا تذکرہ دفتروں میں نہ سما سکا۔ اس کا ذکر چند شکستہ الفاظ میں کیسے آسکتا ہے۔

وعلی تفنن واصفیہ بوصفہ
یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

’’باوجودیکہ ان کی تعریف کرنے والوں نے ان کی تعریف میں بڑی طبع آزمائیاں کیں۔ لیکن زمانہ ختم ہو جائے گا۔ مگر ان کی ذات میں جو اوصاف ہیں وہ بیان میں نہ آچکیں گے۔‘‘

حق یہ ہے کہ اس جامعیت کا کوئی شخص دنیا میں نہیں ہوا۔ شیخ الاسلام امام ذہبی نے سچ لکھا ہے کہ: مادار الفلك علی مثل عمر بن الخطاب یعنی اس آسمان نے حضرت عمر بن خطابؓ کا مثل نہیں دیکھا۔ فاروق اعظمؓ کی ذات اقدس برترین معجزہ جناب رسالت مآب ﷺ کا اور بہترین نمونہ آپ کی تعلیم کا تھی۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء میں حضرت فاروق اعظمؓ کی جامعیت کمالات کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ تفصیل واران کے ہر قسم کے کمالات بیان کر کے لکھتے ہیں۔

’’سینہ فاروق اعظمؓ را بمنزلہ خانہ تصور کن کہ درہائے مختلف دارد در ہر دری صاحب کمالے نشستہ۔ دریک در مثلاً اسکندر ذوالقرنین باآن ہمہ سلیقہ ملک گیری وجہان ستانی وجمع جیوش وبرہم زدن جنود اعداء، ودردیگر نوشیروانی باآن ہمہ رفق ولین ورعیت پروری وداد گستری اگرچہ ذکر نوشیروان در مبحث فضائل حضرت فاروق سوء ادب ست ودردیگر امام ابوحنیفہ یا امام مالکی باآن ہمہ قیام بعلم فتاوی واحکام، ودردیگر مرشدی مثل عبدالقادر یا خواجہ بہاؤالدین قدس سرہما، ودردیگر محدثی بروزن ابوہریرہ وابن عمر، ودردیگر قارے ہمسنگ نافع یا عاصم ودردیگر حکیمے مانند مولینا جلال الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار، ومردمان گرداگرد این خانہ ایستادہ اند ہر محتاجے حاجت خود را از صاحب فن خود درخواست مینماید وکامیاب میگردد، چوں از انبیا صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم درگزشتی کدام فضیلتے ازیں بالاتر خواہد بود۔‘‘

اس مبارک تذکرہ کو بغرض تسہیل واختصار بارہ نمبروں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱...... نام مبارک آپ کا عمر بن خطاب، لقب آپ کا فاروق اعظمؓ، قریش کے خاندان بنی عدی سے ہیں۔ نویں پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتے ہیں۔

۲...... سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ جن کی مدح قرآن مجید کے ان پرشوکت الفاظ میں ہے کہ: ’’السبقون الاوّلون ‘‘ ان سے پہلے انتالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے اور لوگ تو اپنے ارادہ اور خواہش سے

مسلمان ہوئے۔ مگر ان کا اسلام خواہش غیبی سے ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی دن پے در پے نمازوں کے بعد دعائیں مانگیں کہ یا اللہ عمرؓ بن خطاب کو مسلمان بنا کر دین الٰہی کی عزت افزائی کر۔ چنانچہ عالم غیب سے آپ کے اسلام کی تدبیریں ہونے لگیں اور آپؓ اسلام لائے۔ مصنف ازالۃ الخفاء گفتہ و درسفتہ کہ مصلوب بودنہ طالب مراد بودنہ مرید۔ جس وقت سے آپؓ اسلام لائے دین اور اہل دین کی عزت و شوکت یوماً فیوماً بڑھتی گئی۔ عبادت الٰہی جو پہلے چھپ کر ادا کی جاتی تھی۔ اعلان کے ساتھ آشکارا ادا ہونے لگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ''مازلنا اعزة منذ اسلم عمر'' جب سے عمرؓ اسلام لائے ہماری عزت بڑھتی گئی۔

۳...... ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ ام المؤمنین ہیں۔

۴...... عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور باجماع اہل ایمان حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا اور ان کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ کا تمام امت سے افضل ہونا، اگرچہ سب اہل حق کا مذہب ہے اور اکثر صحابہ کرامؓ نے اس کو بیان بھی فرمایا ہے۔ لیکن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے برابر اہتمام اس عقیدہ کے بیان میں کسی نے نہیں کیا۔ آج صحیح بخاری و دیگر کتب معتبرہ اہل سنت میں اسی (۸۰) سندوں سے حضرت علی مرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ: ''خیر الامة بعد بنیها ابوبکر ثم عمر'' یعنی اس امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں، پھر عمرؓ۔ نیز حضرت علی مرتضیٰؓ نے رسول خدا ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''ابوبکرؓ وعمرؓ سید اکهول اهل الجنة من الاولین والآخرین ماخلا النبیین والمرسلین'' یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ تمام پیران اہل جنت کے سردار ہیں۔ اگلوں اور پچھلوں سب کے سواء نبیوں اور رسولوں کے۔ اس حدیث کو بھی حضرت علی مرتضیٰؓ سے بہت لوگوں نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ میں شعبی سے منقول ہے۔ وہ حارث سے وہ حضرت علیؓ سے اس کو روایت کرتے ہیں اور زوائد مسند امام احمد میں حضرت امام حسنؓ کے پوتے حضرت حسنؒ سے منقول ہے۔ وہ اپنے دادا امام حسنؓ سے وہ حضرت علیؓ سے اس کو روایت کرتے ہیں اور نیز جامع ترمذی میں زہری سے منقول ہے۔ وہ امام زین العابدینؒ سے وہ حضرت علیؓ سے اس کو روایت کرتے ہیں۔

کتاب استیعاب حافظ ابن عبدالبر میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں یہ بھی اعلان دیا کہ: ''لا یفضلنی احد علی ابی بکر وعمر الاجلدته حد المفتری'' یعنی جو شخص مجھے ابوبکرؓ اور عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی سزا دوں گا۔

حضرت علیؓ کا اس مسئلہ میں یہاں تک اہتمام بڑھا اور انہوں نے اس کا اس قدر اعلان کیا کہ شیعہ بھی اس کو نہ چھپا سکے۔ ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ: ''ان افضلهم فی الاسلام کمازعمت وانصحهم لله ولرسوله الخلیفة الصدیق ثم خلیفة الخلیفة الفاروق ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید فرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا'' یعنی اے معاویہؓ جیسا کہ تم نے بیان کیا بلاشک

اسلام میں سب سے افضل اور اللہ ورسول کے ساتھ خلوص رکھنے میں سب سے بڑھ کر خلیفہ صدیق تھے۔ پھر خلیفہ کے خلیفہ فاروق، قسم مجھے اپنے جان کے مالک کی کہ ان دونوں کا مرتبہ اسلام میں بڑا ہے اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ ان دونوں پر اپنی رحمت نازل کرے اور ان کو اچھے کاموں کا بدلہ دے۔

۵...... رسول خدا ﷺ سے پہلے مدینہ ہجرت کر کے گئے اور بڑی شان کے ساتھ اعلان کر کے ہجرت کی۔ شجاعت ودلیری کا بے مثل نمونہ اس وقت ظاہر ہوا اور مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے لئے وہاں سامان درست کیا۔

۶...... تمام جہادوں میں رسول خدا ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے اور بڑے بڑے کارنمایاں کئے۔ غزوہ بدر میں اپنے ماموں کو قتل کیا۔ محبت قرابت دین پر غالب نہ ہوسکی۔ نیز فدیہ اسیران کفار میں ان کی رائے فدیہ نہ لینے کی تھی۔ وہی خدا کو پسند آئی۔ جیسا کہ قرآن مجید شاہد ہے۔ غزوۂ احد میں جب رسول خدا ﷺ نے درہ کوہ کو اپنا حصار بنایا اور کافر وہاں بھی پہنچے تو حضرت عمرؓ ہی نے ان کو لڑ کر بھگایا۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ کچھ مہاجرین اور بھی پہنچ گئے تھے۔ ابوسفیان جب لشکر کفار کے ساتھ میدان احد سے واپس ہونے لگے تو چند کلمات سخت وسست کہے۔ جن کا جواب بتعلیم نبوی حضرت عمرؓ ہی نے دیا۔ غزوۂ خندق میں خندق کے ایک سمت کی حفاظت انہیں کے سپرد تھی۔ جس کی یادگار میں ایک مسجد ان کے نام کی اس مقام پر بنادی گئی تھی جواب تک ہے۔ غزوہ بنی مصطلق میں بڑی بڑی کوششیں ان سے ظہور میں آئیں۔ ایک حصہ لشکر کے سردار بنائے گئے اور کافروں کے ایک جاسوس کو انہوں نے گرفتار کیا۔ اس واقعہ سے بڑا رعب کافروں پر پڑا۔ حدیبیہ میں بھی بڑی غیرت ایمانی کا ان سے ظہور ہوا۔ مغلوبانہ صلح پر کسی طرح راضی نہ تھے۔ یہاں تک کہ رسول خدا ﷺ سے اس بارے میں بہت اصرار انہوں نے کیا۔ گو یہ اصرار کسی حد میں بھی قابل ملامت نہ تھا۔ مگر خود ان کو اپنا اصرار کرنا ایک طرح سے سوءادب معلوم ہوا اور اس کے کفارہ میں بہت روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، خیرات کی، غلام آزاد کئے۔ یہاں تک کہ خود فرماتے تھے کہ بالآخر مجھے یہ بات اچھی طرح متیقن ہوگئی کہ میرا وہ اصرار ایک فعل نیک تھا۔ ابن اسحاق کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ ''فکان عمرؓ یقول مازالت اصوم واتصدق واصلی واعتق من الذی صنعت یومئذ مخافة کلامی الذی تکلمت به حتی رجوت ان یکون خیرا'' غزوہ خیبر میں بھی بڑا کام حضرت فاروقؓ نے کیا۔ میمنہ لشکر انہیں کے سپرد تھا۔ ایک روز رات کو حراست لشکر کر رہے تھے کہ ایک یہودی جاسوس ان کو مل گیا۔ اس کو گرفتار کر کے حضور نبوی ﷺ میں لے گئے۔ خیبر کے تمام پوست کندہ حالات اس سے معلوم ہوگئے اور یہی سبب فتح خیبر کا ہوا۔ غزوہ تبوک میں آدھا مال اپنا درستی سامان جہاد کے لئے حاضر کر دیا۔ الغرض تمام غزوات میں انہوں نے بڑے بڑے کام اپنے رتبہ کے لائق انجام دیئے اور یہی وجہ تھی کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی جہاد میں رسول خدا ﷺ گئے ہوں اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو اپنے ہمراہ نہ لے گئے ہوں۔

۷...... آنحضرت ﷺ اکثر سیاسی اور مالی کاموں پر ان کو مقرر فرماتے اور ان کے کام کو پسند کرتے بڑے بڑے مہمات میں ان سے مشورہ لیتے اور ان کے مشورہ پر عمل فرماتے اور ان کے ساتھ ایسے برتاؤ کرتے جو

ولی عہد کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔

۸...... بوقت وفات نبوی ایک بڑے امتحان میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کی۔ آنحضرتﷺ اکثر اپنے اصحاب کا امتحان لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ استاد شفیق کے منصب کا مقتضا ہے۔ وفات سے پانچ روز پہلے آپؐ نے ایک سخت دقیق امتحان لیا جو واقعہ قرطاس کے نام سے مشہور ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کاغذ دوات لاؤ۔ تاکہ ایک ایسی تحریر لکھوا دوں کہ پھر تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ظاہر ہے کہ آپ کو کسی تحریر کا لکھوانا مقصود نہ تھا۔ کیونکہ آیہ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' نازل ہو چکی تھی۔ دین کے کامل ہونے اور نعمت خدا کے پورے ہونے کی خبر آچکی تھی۔ اگر واقعی کوئی ایسی ضروری تحریر باقی ہوتی تو دین کو کامل کیسے کہا جاسکتا۔ نیز اگر وہ تحریر ایسی ضروری ہوتی تو آنحضرتﷺ اس کو ضرور لکھواتے۔ کسی کے کہنے سے آپ اس کو ملتوی نہ کرتے۔ خصوصاً جب کہ اس کے بعد پانچ روز آپﷺ دنیا میں رہے۔ ورنہ دین بازیچہ طفلاں ہو جائے گا۔ یقیناً آپ کو امتحان لینا منظور تھا کہ قرآن شریف کے علم وتصدیق میں کہاں تک لوگوں کو رسوخ حاصل ہوا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ اس امتحان میں بہت فائق رہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول خداﷺ کو اس وقت تکلیف زیادہ ہے۔ ''حسبنا کتاب اللہ'' ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے۔ شیعہ اس واقعہ کو مطاعن حضرت فاروقؓ میں شمار کرتے ہیں۔ سچ ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

ایک فقرہ یہ بھی تراشا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول خداﷺ کو کہا کہ یہ شخص ہذیان بکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ!

اس واقعہ کی روایت میں ایک لفظ ہجر ہے۔ اس کے معنی ہذیان بیان کئے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ اوّل تو حضرت عمرؓ کا نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ کسی روایت میں یہ لفظ حضرت عمرؓ سے منقول نہیں۔ پھر جس نے بھی کہا اس نے ہذیان نہیں مراد لیا۔ لفظ ہجر کے معنی جدائی کے بھی ہیں۔ بلکہ جدائی کے معنی میں زیادہ مستعمل ہے۔ مطلب ان لوگوں کا یہ تھا کہ حضرت جو یہ تحریر لکھوانا چاہتے ہیں تو کیا جدائی کا وقت آ گیا۔ پوچھو تو سہی کیونکہ ایسی تحریر آخری وقت میں لوگ لکھواتے ہیں۔ ہذیان کے معنی اس حدیث میں اس وجہ سے نہیں بن سکتے کہ ہذیان کا شبہ اس بات پر کیا جاسکتا ہے جو بات خلاف عقل ہو۔ ایک پیغمبر اپنے آخروقت میں کہتا ہے کہ قلم دوات لاؤ میں تم کو ایک ہدایت نامہ لکھوا دوں۔ اس میں خلاف عقل کیا بات ہے۔ علاوہ اس کے روایت میں استفہموا کا لفظ موجود ہے۔ وہ بھی بتا رہا ہے کہ ہذیان کے معنی مراد نہیں جس کو ہذیان ہو جاتا ہے۔ اس سے پوچھنا تم کو ہذیان تو نہیں ہو گیا ایک غیر معقول بات ہے۔

۹...... وفات نبوی کے بعد آپ پر جوش محبت کی عجیب حالت پیدا ہوئی اور اس حالت میں یہاں تک غلبہ کیا کہ آپ خود رفتہ ہوگئے۔ بار بار فرماتے تھے کہ جو شخص کہے گا کہ حضرتﷺ کی وفات ہوگئی میں اس کو قتل کر دوں گا۔ اس حالت کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے جن کے دل درد محبت سے ناآشنا ہوں۔

چو دل بہ مہر نگارے نہ بستۂ ای مہ
تراز سوز ودرون دنیاز ماچہ خبر

۱۰...... حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں آپؓ ان کے وزیراعظم رہے اور اعلیٰ درجہ کے مہمات انجام دیئے۔

۱۱...... حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد آپؓ سربراہ خلافت ہوئے۔ اپنی خلافت کے زمانے میں تو جو کام آپ نے کئے بلاشبہ وہ طاقت انسانی سے بالاتر تھے۔ روم وایران کی دو بڑی زبردست سلطنتوں کو آپؓ نے زیروزبر کردیا اور ان کے ملکوں میں نعرۂ توحید بلند کیا۔ تقریباً ایک ہزار چھتیس شہر آپ نے فتح کئے۔ مرکز عالم تو آپؓ کی دو انگلیوں کے درمیان میں تھا۔ جس وقت چاہتے تھے ہلا دیتے تھے۔ جس قدر فتوحات آپ کے زمانے میں ہوئیں۔ جس قدر اشاعت دین الٰہی کی آپ نے کی سچ یہ ہے کہ سوا خداوند علیم وخبیر کے کوئی اس کا صحیح اندازہ بھی نہیں کرسکتا۔ خداوند تعالیٰ نے آپؓ کی ذات میں جو جو کمالات رکھے تھے ان میں سے ایک چیز کا بیان کیا جائے تو ایک دفتر چاہئے۔ ایک طرف سادگی کی یہ حالت کہ کمل کا کرتہ ہے۔ جس میں ٹاٹ کے پیوند، کھانے میں اکثر سوکھی روٹی پانی میں بھگوئی ہوئی، نمک چھڑکا ہوا، نہ دربار ہے نہ دربان، دُرہ ہاتھ میں ہے اور تنہا مدینہ منورہ کی گلیوں میں راتوں کو گشت کررہے ہیں۔ دوسری طرف رعب اور دبدبہ کی یہ حالت ہے کہ شاہان روئے زمین کانپ رہے ہیں۔ عدل کی یہ کیفیت ہے کہ اپنے بیٹے پر حد جاری کردی۔ شفقت پدری عدل وانصاف میں مزاحم نہ ہوئی۔ عدالت تو ان کی ایسی ضرب المثل ہے کہ شیعوں کو بھی مجبور ہوکر اقرار کرنا پڑتا ہے۔ حملہ حیدری کا مصنف لکھتا ہے۔

شنیدم کہ درعہد عدل عمر
مقوقس رواں شد بقعر سقر

انتظام ملک سیاست رعیت پروری تو گویا دنیا میں ان کی ایجاد کی ہوئی ہے۔

وہ رستہ انہیں قطع کرنا پڑا تھا
جہاں نقش پاتھا نہ شور درا تھا

اپنے زمانہ خلافت میں سب سے بڑا کام جو آپؓ نے کیا وہ قرآن عظیم کی اور علم دین کی اشاعت تھی۔ جو شہر فتح ہوتا تھا فی الفور وہاں تعلیم کا انتظام کیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تعلیم آپ نے جبری ہر مسلمان کے لئے قائم کی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت ابوسفیان کو آپؓ نے اس کام پر مقرر کیا کہ دیہات میں دورہ کریں اور جنگل کے رہنے والے بدوؤں اور ان کے لڑکوں کا قرآن میں امتحان لیں۔ جس کو قرآن کچھ بھی یاد نہ ہو اس کو سزا دیں۔ (اغانی ج۱۶ص۵۶) تمام حکام صوبہ کے نام آپؐ نے احکام جاری کئے کہ ہر سال اپنے یہاں سے فہرست قراء قرآن کی بھیجا کرو۔ جس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری حاکم بصرہ نے ایک سال تین سو سے زیادہ فہرست بھیجی۔ پھر دوسرے سال اس سے بھی زیادہ۔ پھر تیسرے سال اس سے بھی زیادہ اور آپؓ نے یہ قانون نافذ کیا کہ جو شخص قرآن پڑھ لے گا اس کا وظیفہ بیت المال سے جاری کردیا جائے گا۔ (کنزالعمال) یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں قرآن پڑھنے کا یہ طریقہ نہ تھا کہ صرف الفاظ رٹا دیئے جائیں بلکہ اس کے معنی ومطالب ومسائل بھی ساتھ ساتھ تعلیم دیئے جاتے۔ جس نے قرآن پڑھ لیا وہ دین کی بڑی چیز کا عالم بن گیا۔ کوفہ میں آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو قرآن شریف کی تعلیم

کے لئے بھیجا۔ جنھوں نے تمام اطراف کوفہ کو علم سے لبریز کر دیا۔ حضرت علیؓ جب کوفہ گئے تو عبداللہ بن مسعودؓ ان کی پیشوائی کو آئے۔ چار ہزار شاگردان کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ ''ملأت ھذہ القریۃ علما وفقھا'' تم نے اس بستی کو علم سے لبریز کر دیا۔

حمص میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کو دمشق میں حضرت ابوالدرداءؓ کو فلسطین میں حضرت معاذ بن جبلؓ کو تعلیم قرآن کے لئے بھیجا۔ (کنزالعمال، طبقات القراء)

حضرت ابوالدرداءؓ کی تعلیم کا یہ انتظام لکھا ہے کہ نماز فجر کے بعد ہی قرآن شریف پڑھنے والوں کا ہجوم ان کے پاس ہوتا۔ وہ دس دس آدمیوں کی ایک ایک جماعت قائم کرتے تھے اور ہر جماعت پر ایک نگران مقرر کرتے تھے اور جو لوگ قرآن حفظ کرنا چاہتے تھے ان کی نگرانی خود فرماتے تھے ایک مرتبہ آپ نے اپنے حلقہ درس میں طلباء کا شمار کرایا تو سولہ سو سے زائد تھے۔ اللہ اکبر! (طبقات القراء) نماز تراویح کا آپ نے محض حفظ قرآن کی ترویج کے لئے اہتمام کیا۔ چنانچہ خود آپؓ کے زمانے ہی میں ہر ہر شہر میں نماز تراویح کا کامل رواج ہو گیا تھا۔ یہ تجویز حفظ قرآن کے لئے ایسی مفید اور مؤثر تھی کہ آج تک اس کی بدولت حفظ قرآن کا سلسلہ اور روایت قرآن کا تواتر قائم ہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ جب تراویح کے لئے گھر سے چلتے تو دعاء دیتے کہ یا اللہ جس نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا اس کی قبر کو روشن کر دے۔ آمین! (شروح اربعہ ترمذی)

قرآن مجید کے نسخوں کی کثرت کے لئے آپ نے تعلیم کتابت میں بڑا اہتمام کیا۔ مکاتب قائم کئے جو لڑکے کفار کے گرفتار ہو کر آتے وہ بھی ان مکاتب میں داخل کر دیئے جاتے۔ سلیم ابوعامر کہتے ہیں۔ جب میں گرفتار ہو کر آیا تو مجھے معلم کے سپرد کیا گیا کہ وہ مجھے لکھنا سکھائے۔ استاد نے مجھے میم لکھنے کی تعلیم دی۔ مگر مجھ سے نہ بنی تو استاد نے کہا کہ گائے کی آنکھ کی طرح گول لکھو۔ (معجم البلدان)

الیکشن میں قادیانی امیدوار کو پارٹی ٹکٹ دینے پر شدید احتجاج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے امیر جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ کے خطیب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ارشاد، قاری محمد زاہد، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا احمد ہاشمی اور قاری محمد اصغر عثمانی نے کہا ہے کہ قادیانیت کے حامیوں کو ووٹ دینا ایمان کا جنازہ نکالنے اور دوزخ خریدنے کے مترادف ہے۔ عوام الناس حالیہ الیکشن میں قادیانی، قادیانی نواز اور اسلام و ملک دشمن کرپٹ سیاستدانوں کو مسترد کر دیں۔ مشترکہ بیان میں حلقہ پی پی ۲۴۰ تونسہ شریف میں قادیانی امیدوار امام بخش قیصرانی کو پارٹی ٹکٹ دینے پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ کسی قادیانی کو پارٹی ٹکٹ ہولڈر بنانا پیپلز پارٹی کے منشور میں نہیں ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے امام بخش قادیانی کو نامزد کر کے نہ صرف پارٹی منشور سے انحراف کیا بلکہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی تعلیمات واقدامات سے بھی روگردانی کی ہے۔

امام مظلوم سیدنا عثمان غنی ذوالنورینؓ!

صاحبزادہ مبشر محمود

اسم گرامی عثمانؓ، کنیت ابوعبداللہ مشہور ہے۔ حضرت علی حضورﷺ کے عم زاد ہیں تو حضرت عثمانؓ آپﷺ کے پھوپھی زاد ہیں۔ اس سے زیادہ قرب آپ کو حضورﷺ سے یہ ہے کہ حضورﷺ کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں اور یہ آپ کی خصوصیت اور شان امتیازی ہے کہ آپ کے نکاح میں حضورﷺ نے دو صاحبزادیاں دیں۔ اس لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے اور یہ شرف کسی نبی کے صحابی کو نہیں ملا۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء!

آپ کی مظلومیت صرف یہی نہیں کہ آپ کو انتہائی بے دردی اور مظلومیت سے مدینۃ الرسول میں شہید کردیا گیا۔ بلکہ افسوس اس بات پر ہے کہ آپ کے فضائل ومناقب اور مقام سے عامۃ المسلمین کما حقہ واقف ہی نہیں۔ آپ کے فضائل اور فتوحات کا باب اتنا طویل ہے کہ میرے جیسے کم علم کے لئے قلم میں لانا مشکل ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ آپ کے مناقب عرض خدمت ہیں:

قبول اسلام

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اسلام لانے کے بعد تبلیغ کا کام شروع کردیا۔ آپ کے شب وروز تبلیغی محنت سے جو اکابر صحابہ کرامؓ اسلام میں داخل ہوئے ان حضرات میں سیدنا حضرت عثمانؓ بھی ہیں۔ آپ کو قدامت فی الاسلام کا شرف حاصل ہے۔ گویا کہ ''والسابقون الاولون'' کے زمرہ محمودہ میں شامل ہیں۔

اسلام کی وجہ سے جیسے دوسرے صحابہ کرامؓ پہ مصائب آئے اسی طرح آپ پر بھی مصائب آئے اور آپ کو بھی جور وجفا کا نشانہ بننا پڑا۔ چنانچہ آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو پکڑ کر رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ تو نے اپنا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کیا ہے۔ خدا کی قسم میں تم کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ جب تک تو یہ دین نہیں چھوڑتا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ''واللہ لا ادعہ ابداً ولا افارقہ'' خدا کی قسم میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ جب آپ کے چچا نے استقامت دیکھی تو پھر چھوڑ دیا۔

بے مثال قربانی

غزوہ تبوک ۹ ہجری میں جسے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں ریگستان عرب کی گرمی کا موسم، صحابہ کرامؓ بے سروسامانی کے عالم میں ہیں۔ حضورﷺ نے مجاہدین کی تیاری اور سامان کے لئے اپیل فرمائی۔ علامہ ابن عبدالبر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نو سو پچاس اونٹ مع سامان اور پچاس گھوڑے دے کر ہزار پورا کردیا۔ آپﷺ نے ترغیب کے وقت ارشاد فرمایا: ''من جهز جيش العسرة فله الجنة'' جو شخص جیش العسرہ کی تیاری کرادے میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔

آپ ﷺ حضرت عثمانؓ کی اس بے مثال مالی قربانی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد عثمانؓ کو کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۱...... حضور ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا جو یہودی کی ملکیت تھا۔ یہودی مسلمانوں کو تنگ کرتا تھا۔ پانی کی تکلیف تھی۔ آپ ﷺ سے تکلیف دیکھی نہ گئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو اس کنواں کو خریدے اور مسلمانوں کے لئے وقف کردے۔ اس کے لئے جنت ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کو پتہ چلا تو ۳۵ ہزار درہم میں کنواں خرید کر وقف کر دیا۔

۲...... مسجد نبوی تنگ تھی۔ اس کے قریب ایک ٹکڑا زمین کا پڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اسے خرید کر میری مسجد کے لئے وقف کر دے تو جنت میں اسے جگہ ملے گی۔ حضرت عثمانؓ نے یہ زمین ۲۵ ہزار درہم میں خرید کر مسجد کے لئے وقف کر دی۔

۳...... سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کے دور میں ایک دفعہ مدینہ میں قحط سالی ہوئی۔ لوگ پریشان ہو کر دربار خلافت میں آئے۔ صدیق اکبرؓ نے کہا آج شام حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے ملک شام سے مدینہ میں پہنچ جائیں گے۔ مدینہ کے تاجر کہنے لگے امیر المومنین آپ کو معلوم ہے قحط کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ سودا کر دیں۔ فرمایا کتنا نفع دو گے۔ تاجر کہنے لگے دس روپے پر دو روپے نفع دیں گے۔ فرمایا یہ کم ہے۔ انہوں نے کہا اچھا پانچ روپے دیں گے۔ فرمایا یہ بھی کم ہے۔ مجھے تو ایک ایک کے بدلہ میں دس روپے ملتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ جتنے تاجر ہیں سب ہمارے ساتھ ہیں۔ اس سے زیادہ دینے والا کون ہے۔ آپ نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ۔ یہ ہزار اونٹ میں نے فقراء مدینہ کے لئے خیرات کر دیئے اور فرمایا خدا تعالیٰ فرماتے ہیں: ”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها“ جو ایک نیکی کرتا ہے میں اس کو ایک کے بدلہ دس دیتا ہوں۔“

احتساب قادیانیت کے خریداروں سے درخواست

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت پر اکابرین امت اور مختلف مکاتب فکر کے مرحوم بزرگوں کے رشحات قلم کو ”احتساب قادیانیت“ کے نام پر یکجا جمع کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تک ”احتساب قادیانیت“ کی بیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور برابر انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جن دوستوں نے احتساب قادیانیت کی جتنی جلدیں خریدی تھیں وہ باقی جلدیں خرید کر اپنے سیٹ کو مکمل فرمائیں۔ ”واجرکم علی اللہ تعالیٰ“ فی جلد کے حساب سے یکصد روپیہ پیشگی منی آرڈر کریں اور منی آرڈر کوپن پر مطلوبہ جلدوں کے نمبر درج کر دیں۔ ڈاک سے کتاب ان کو بھجوا دیں گے۔ منی آرڈر پیشگی آنا ضروری ہے۔ کتابیں وی۔ پی نہ ہوں گی۔ اس سے خرچہ میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے اور تکلیف علاوہ ازیں۔ لہٰذا مطلوبہ جلدوں کے لئے منی آرڈر آنا ضروری ہے۔

(دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

حضرت ابو عبد اللہ خباب بن ارتؓ!

جناب عبداللہ فارانی

مکہ معظمہ میں کچھ غلام فروخت کرنے کے لئے لائے گئے۔ ان میں سے ایک کو ام انمار بنت سباع خزاعیہ نے خرید لیا۔ اس غلام کا نام خباب تھا۔ یہ لوہے کا کام جانتے تھے۔ چنانچہ تلواریں بنا کر فروخت کرنے لگے۔ آقا سے جو اجرت طے ہوئی وہ اسے دے دیتے۔

اسی زمانے میں توحید کی آواز سنائی دی۔ اس وقت تک صرف پانچ نیک افراد نے ایمان قبول کیا تھا۔ وہ پانچ یہ ہیں:

حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہ اور ابوذر غفاریؓ۔

مکے کی فضا اس وقت بہت خراب تھی۔ مشرکین اسلام کا نام تک لینا گوارا نہیں کرتے تھے۔ سچ یہی ہے کہ اس وقت اسلام قبول کرنا ہولناک مصیبتوں کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ بڑے سے بڑا آدمی قریش کے ظلم سے خود کو بچا نہیں پاتا تھا۔ خباب تو پھر غلام تھے۔ بے یار و مددگار تھے۔ غریب الوطن تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت پاکیزہ فطرت اور شیر جیسا دل عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے ہولناک مصیبتوں کے پہاڑوں کی کوئی پروا نہ کی اور اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہوئے۔ انہیں چھٹا مسلمان ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مشکلات اگرچہ منہ کھولے کھڑی تھیں اور وقت مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ اپنے اسلام کو چھپائے رکھیں۔ لیکن انہوں نے ایک دن بھی چھپا کر نہ رکھا۔ اسی دن اعلان کر دیا کہ: ''میں مسلمان ہوں۔''

اعلان کرنے کی دیر تھی کہ ظلم کا بازار گرم ہو گیا۔ ان کے کپڑے اتروا دیئے گئے۔ دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا۔ سینے پر بھاری پتھر رکھا گیا۔ کبھی پتھر کی بجائے بڑے ڈیل ڈول والے مشرک کو ان کے سینے پر بٹھا دیا جاتا۔ تاکہ کروٹ نہ لے سکیں۔ کمر انگاروں پر ہی ٹکی رہے۔ صبر و شکر کا یہ پیکر اپنی کمر پر انگاروں کو برداشت کرتا رہا۔ ان کے زخموں سے نکلنے والا خون ان انگاروں کو بجھاتا۔ ان تمام مظالم کے باوجود ان کے قدم نہ ڈگمگائے۔ کفر کی تمام طاقت بے کار ہو کر رہ گئی۔ وہ ان سے اسلام کو نہ چھڑا سکی۔

ایک دن وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت خانہ کعبہ کی دیوار کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ نزدیک پہنچ کر انہوں نے عرض کیا:

''اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے (ان تکالیف کے خاتمے کی) دعا کیوں نہیں کرتے۔'' یہ سن کر آپ ﷺ اٹھ بیٹھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ فرمایا:

''تم سے پہلے زمانے میں ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ ڈالا گیا۔ سوائے ہڈیوں اور پٹھوں کے کچھ نہ چھوڑا گیا۔ ایسی سختیوں کے باوجود انہوں نے دین کو نہ چھوڑا۔ اللہ اس دین کو ضرور کامیاب کرے گا اور تم دیکھو لوگے۔ اکیلا سوار یمن سے صنعاء تک جائے گا اور سوائے اللہ پاک کے کسی سے

نہیں ڈرے گا۔“

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات سن کر وہ اپنی ساری تکلیف بھول گئے۔ ان میں ایک نیا ولولہ پیدا ہوگیا۔

ان کا نام عبداللہ خبابؓ بن ارت تھا۔ قبیلہ بنو تمیم سے تھے۔ نہ جانے کس طرح غلام بنالئے گئے اور مکے میں لاکر فروخت کردیئے گئے۔ ام انمار بہت سخت دل عورت تھی۔ اس نے انہیں خرید لیا اور جب یہ ایمان لائے تو ان پر ظلم توڑنے میں اس عورت نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان الفاظ میں درخواست کی کہ: ”اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں۔ اللہ مجھے اس عذاب سے نجات دے۔“

آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس دعا کے بعد ام انمار کے سر میں شدید درد رہنے لگا۔ یہ درد کسی طرح کم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ کبھی کبھی وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگتی۔ کسی نے اسے بتایا کہ جب تک لوہے سے تمہارے سر کو داغا نہیں جاتا۔ اس وقت تک درد ختم نہیں ہوگا۔

اس نے حضرت خبابؓ سے کہا کہ: ”تم میرے سر کو لوہے سے داغ دو۔“ اللہ کی قدرت! جس لوہے سے وہ خباب بن ارتؓ کو داغا کرتی تھی اسی گرم لوہے سے اپنے سر کو داغنے پر مجبور ہوگئی۔ اس نے یہ کام لیا بھی حضرت خباب بن ارتؓ سے۔ لیکن اسے اس علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور تڑپ تڑپ کر مرگئی۔

مشرک اب بھی انہیں ستانے سے باز نہ آئے۔ عاص بن وائل کو حضرت خباب بن ارتؓ کا کچھ قرض دینا تھا۔ جب یہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرتے تو وہ کہتا کہ: ”پہلے محمد کا دین ترک کرو۔ پھر تمہاری رقم دوں گا۔“

اس کا جواب حضرت خبابؓ یہ دیتے کہ: ”جب تک تم دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں نہیں آؤ گے۔ میں محمد کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔“ عاص جواب دیتا کہ: ”تو پھر انتظار کرو۔ جب میں مرکر دوبارہ زندہ ہوں گا تو تمہارا قرض چکا دوں گا۔“

اس طرح مظلوم خبابؓ سالہا سال تک ظلم کی چکی میں پستے رہے۔ آخر مدینہ منورہ ہجرت کا وقت آپہنچا۔ پھر غزوات کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ نہایت دلیری سے لڑے۔ خلفائے راشدین کے عہد میں جب فتوحات کے دروازے مسلمانوں پر کھلے تو یہ اکثر رویا کرتے اور فرماتے:

”ہم نے اللہ کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ہمارا اجر اللہ کے ذمہ رہا۔ پھر ہم میں سے بعض تو دنیا سے رخصت ہوگئے اور انہوں نے اپنے اجر کا کچھ بھی پھل نہ کھایا۔ لیکن بعض کا پھل پک گیا اور وہ اس کو توڑ کر کھا رہے ہیں۔ مصعب بن عمیرؓ نے احد میں شہادت پائی تو انہیں کفن دینے کے لئے ایک چھوٹی سی چادر کے سوا ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ آج یہ حال ہے کہ اللہ کا فضل ہم پر بارش کی طرح برس رہا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہماری تکالیف کا بدلہ دنیا ہی میں تو نہیں دے دیا۔“

یعنی اس ڈر سے روتے تھے کہ کہیں ہماری قربانیوں کا اجر ہمیں دنیا نہ مل جائے۔ آخری عمر میں آپ کو فہ

میں آ گئے تھے۔ وہیں ۳۷ ہجری میں شدید بیمار ہوئے۔ وفات سے کچھ پہلے ان کے سامنے ان کا کفن لایا گیا تو اس کو دیکھ کر فرمایا کہ:

''یہ تو پورا کفن ہے۔ حمزہؓ کو ایک چھوٹی سے چادر میں کفن دیا گیا تھا۔ پیر ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا۔ سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے۔ آخر ہم نے ان کے پاؤں کو اذخر گھاس سے ڈھانپا تھا۔''

پھر انہوں نے وصیت فرمائی: ''مجھے شہر کے اندر دفن نہ کرنا۔ میری قبر شہر سے باہر کھلے میدان میں بنانا۔''

اس وصیت کے بعد وہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ سیدنا حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت خبابؓ نے بالکل ابتدائی دنوں میں قرآن مجید پڑھ لیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے والے واقعے میں خباب بن ارتؓ کا نام آتا ہے۔ یہ اس وقت حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی حضرت فاطمہؓ اور سعید بن زیدؓ کے گھر میں تھے اور انہیں قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کی آمد پر یہ مکان میں کہیں چھپ گئے۔ پھر جب حضرت عمرؓ نے قرآن سنانے کی خواہش ظاہر کی تب یہ کونے سے نکل کر سامنے آ گئے اور فرمایا کہ:

''اے عمرؓ! تمہیں بشارت ہو۔ کل میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دعا مانگتے سنا تھا کہ الٰہی عمرؓ اور ابوجہل میں سے جو تجھے پسند ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی ہے۔''

حضرت عمرؓ اور دوسرے تمام صحابہ کرامؓ آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ کبھی اٹھنے بیٹھنے کا اتفاق ہوتا تو حضرت عمرؓ ان سے قریش کے ظلم کی تفصیلات سنا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت خبابؓ نے اپنی کمر سے کپڑا اٹھا دیا۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ ساری کمر اس طرح سفید تھی جیسے برص کے مریض کی جلد سفید ہوتی ہے۔ یعنی کمر پر کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں جلائے جانے کا نشان موجود نہ ہو۔

حضرت خبابؓ نے ۳۷ ہجری میں وفات پائی۔ اللہ رب العزت کی ان پر ہزار رحمتیں ہوں۔ آمین!

سندھ میں چھ قادیانیوں کا قبول اسلام

گوٹھ موٹن چانڈیو تحصیل تلہار ضلع بدین کے چھ قادیانی افراد نے ۳۰ رنومبر ۲۰۰۷ء/۱۹ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ تلہار کی جامع مسجد میں جمعہ کے موقعہ پر مجلس تحفظ ختم نبوت بدین کے مبلغ مولانا محمد یعقوب کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اس موقعہ پر سندھ کے معروف عالم دین یادگار اسلاف حضرت مولانا عبدالستار چاوڑا، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ چانڈیو، مجلس کے مبلغ مولانا خان محمد جمالی، مولانا قاری عبدالرزاق جمالی اور دیگر علماء کرام نے ان نومسلم حضرات کو مبارکباد دی۔ قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے والے حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

محمد حسن عرف بابو ولد پیارو خان چانڈیو، ولی محمد ولد خان محمد، محمد قاسم، عزت خان، ماسٹر غلام مصطفےٰ سونگی، ماسٹر غلام نبی سونگی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے اور دیگر قادیانیوں کو بھی حق تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل و کرم سے قادیانی کفر سے نجات نصیب فرمائے۔ یاد رہے کہ اس علاقہ میں اس سے قبل بھی ۲۲ قادیانی افراد نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا تھا۔

مولانا سعید احمد جلال پوری،

ٹی وی پر علمائے کرام کا آنا

مثبت و منفی پہلو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل میڈیا اور ٹی وی چینلوں پر یہودی لابی، ان کے وفاداروں اور نمک خواروں کا قبضہ ہے، وہ اسلام اور احکام اسلام کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کو تشدد پسند، دہشت گرد اور اسلام کو ناقابلِ عمل دین و مذہب باور کراتے ہیں، اسی طرح وہ روزہ مرہ مسائل اور عقائد و نظریات پر جو مکالمے دکھاتے ہیں، اس میں بھی باطل اور باطل پرستوں کے عقائد و نظریات کو حق و صواب اور اہل حق کے موقف کو اس طرح بے وزن کر کے پیش کرتے ہیں کہ ایک سیدھا سادا قاری حق و سچ اور باطل و جھوٹ میں امتیاز نہیں کر پاتا، وہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھنے لگتا ہے، بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اور اہل حق سے وابستہ افراد بھی اپنے عقائد و نظریات کے سلسلہ میں شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں، اور یہ سوچنے لگتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ بتلایا اور پڑھایا گیا تھا، شاید حقائق اس سے مختلف ہیں، ایسی پریشان کن صورت حال سے بے چین ہو کر، دین کا درد رکھنے والے مسلمانوں کی خواہش اور شدید تقاضا ہے کہ اہلِ حق علماء کو ان ٹی وی پروگراموں میں آنا چاہئے اور اس فتنہ کا مقابلہ اس میدان میں اتر کر کرنا چاہئے اور عوام کو اصل حقائق سے آگاہ کرنا چاہئے، اور ٹی وی، سی ڈیز اور کیبل چینلو کے جواز کا فتویٰ دے دینا چاہئے، چنانچہ ایسے ہی ملی درد رکھنے والے بعض علماء سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ اب تو ٹی وی، سی ڈیز اور کیبل چینلو کی اس دلدل اور کیچڑ میں گھس کر اس میں غرق ہونے والے مسلمانوں کو نکالنا چاہئے، اگر اس سے تغافل برتا گیا تو وہ دن دور نہیں جب اسلام اور اسلامی اقدار کا تشخص نابود ہو جائے۔

ان ہمدردانِ قوم و وطن اور دین و ملت کا اصرار ہے کہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی ایسا اسلامی چینل کھولا جائے

جس کو دیکھ کر مسلمان اپنا دین، مذہب اور ایمان وعقیدہ محفوظ رکھ سکیں، اور اس کے ذریعے مادر پدر آزاد اور لادین ٹی وی چینلوں کے زہر اگلتے پروگراموں سے نئی نسل کو محفوظ کیا جاسکے اور دین و مذہب، ایمان وعقیدہ اور علم وعمل کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر رکھ کر دنیا بھر کی مسلم امہ کی راہ نمائی کی جاسکے۔

دیکھا جائے تو ان ''مخلصین'' کی فکر وسوچ اخلاص پر مبنی ہے، اور ان کا جذبہ صادق ہے، اور بادی النظر میں ایسا کرنے کی ضرورت بھی ہے، اس لئے کہ ٹی وی اور سی ڈیز کے مادر پدر آزاد پروگرام، لچر وواہیات ڈرامے، ننگی فلمیں اور حیا سوز مناظر اتنا نقصان نہیں پہنچا رہے، جتنا یہ نام نہاد دینی پروگرام مسلمانوں کے عقائد ونظریات کو برباد کر رہے ہیں، اس لئے کہ کوئی شخص فلم کو نیکی اور ثواب سمجھ کر نہیں دیکھتا، اور نہ ہی اس کے کرداروں کو حق وصواب جان کر اپناتا ہے، بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی ان کو قبیح، بُرا اور گناہ سمجھ کر دیکھتا ہے، جبکہ اس کے برعکس ان نام نہاد پروگراموں کو دینی اور مذہبی پروگرام سمجھ کر دیکھا جاتا ہے اور ان کی روشنی میں ہی ناظرین اپنی زندگی کے خطوط متعین کرتے ہیں، اس لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ ٹی وی چینلوں کے نام نہاد دینی پروگرام نئی نسل کے لئے ننگی اور بلیو پرنٹ فلموں سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کا سد باب کیونکر اور کیسے ہو؟ اس سلسلہ میں دو قسم کی آرا پائی جاتی ہیں، ایک طبقہ کا خیال ہے کہ ٹی وی چینل میں ثقہ علماء کو آنا چاہئے اور ٹی وی کے میدان میں اتر کر دشمنانِ دین سے دوبدو مقابلہ کرنا چاہئے یا پھر اپنا الگ ٹی وی چینل قائم کر کے اس کا توڑ کرنا چاہئے، جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا جاچکا ہے۔

مگر علماء امت کی ایک قابل اعتماد جماعت کو اس سے نہ صرف اختلاف ہے بلکہ شدید ترین اختلاف ہے، ان کا موقف ہے اور بالکل بجا موقف ہے کہ:

۱:...... ان السیئة لا تدفع بالسیئه...... گناہ کا ازالہ گناہ سے نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا ٹی وی پر آکر ٹی وی کی خباثتوں کا سد باب کرنا، ایسا ہی غلط ہے جیسے پیشاب کی غلاظت کو پیشاب سے دھونا یا پیشاب کی ناپاکی کو پیشاب سے پاک کرنا، جیسے یہ غلط ہے ایسے وہ بھی غلط ہے۔

۲:...... ٹی وی اور سی ڈیز کا کوئی پروگرام تصویر کے بغیر نہیں ہوتا اور تصویر بنانا یا بنوانا مطلقاً ناجائز اور حرام ہے، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، تصویر خواہ پرانے اور دقیانوسی زمانے کے لوگوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہو، یا جدید سائنسی اور ترقی یافتہ دور کی، اس کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے۔

۳:...... تصویر سازی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین عذاب کی وعید ارشاد فرمائی ہے، اور فرمایا ہے کہ: قیامت کے دن تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم نے جاندار کی تصویر بنا کر میری ہمسری اور برابری کی کوشش کی تھی، لہٰذا آج اس تصویر میں روح پھونک کر اور اس کو زندہ کر کے دکھلاؤ، ظاہر ہے یہ انسانی اختیار میں نہیں ہوگا تو اس کی پاداش میں ان کو سخت ترین عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس وضاحت کے بعد کیا کوئی عقل مند انسان اس کی جرأت کرسکتا ہے کہ جان بوجھ کر عذاب الٰہی کو گلے لگائے؟

۴:...... چونکہ ٹی وی اور ڈی وی ڈی کی وضع اور ساخت ہی لہو ولعب کے لئے ہے، اس لئے ان کو دینی

مقاصد کے لئے استعمال کرنا نہ صرف غلط ہے، بلکہ دین کی توہین و بے حرمتی کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ اگر شریعت مطہرہ نے شراب کے مخصوص برتن مثلاً حنتم، دباء، نقیر، مزفت کو پاک کر کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ ان کو توڑنے کا صرف اس لئے حکم فرمایا کہ وہ شراب کی علامت اور ایک حرام مشروب کے لئے مخصوص وموضوع تھے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے وفد عبدالقیس کی آمد پر بطور خاص ان برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے:

''ونہاھم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت''

(بخاری، ج:ص:۱۳)

''یعنی آپ نے ان کو شراب کے لئے مخصوص وموضوع چار قسم کے برتنوں: حنتم، دبا، نقیر، اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔''

اگر شریعت مطہرہ اور پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک حرام وناپاک مشروب کے لئے مخصوص برتنوں یا شراب کی علامت شمار ہونے والے ظروف کو استعمال کرنے یا ان سے نفع اٹھانے کی اجازت نہیں دی، تو ٹی وی، ڈی وی ڈی یا اس طرح کی دوسری چیزیں جو لہو ولعب کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال ہی نہیں ہوتیں، ان سے نفع اٹھانے کی کیونکر اجازت ہوگی؟ یا ان کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے؟

۵:...... اسی طرح یہ منطق بھی ناقابل فہم ہے کہ دوسروں کو گناہ اور گمراہی سے بچانے کے لئے خود اسی گناہ اور گمراہی کی راہ اختیار کر لی جائے، جس سے دوسروں کو منع کیا جارہا تھا، کیا کوئی معمولی عقل وفہم کا انسان یہ گوارا کرسکتا ہے کہ ایک گناہ کو دور کرنے کے لئے دوسرے گناہ کا ارتکاب کیا جائے؟ جب کوئی شخص دوسرے کی زندگی بچانے کے لئے اپنی دنیاوی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتا تو محض اس امکان پر کہ شاید دوسرا راہِ راست پر آجائے، کیا اپنی آخرت کی دائمی زندگی برباد کی جاسکتی ہے؟ یا اس کو داؤ پر لگایا جاسکتا ہے؟ یا کوئی اس کے لئے تیار ہوگا؟ اگر کوئی عقل مند ایسا کرے تو شرعاً، اخلاقاً اس کی گنجائش ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو علماء کو اس خودکشی کا درس کیوں دیا جاتا ہے؟ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کی چودہ صدیوں سے اس کی کوئی ایک آدھ مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ کہ کسی نے دوسرے کی ہدایت کی خواہش پر خود گمراہی اختیار کر لی ہو، اگر ایک لمحہ کے لئے اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ یا انسان اس کا مکلف ہے؟ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔

۶:...... اگر علماء کرام اور مقتدیانِ ملت ٹی وی پر آنا شروع کردیں تو سوال یہ ہے کہ پھر عوام کو اس آلہ لہو ولعب کی تباہ کاریوں سے کیسے بچایا جاسکے گا؟ بلکہ اس وقت تو معاملہ اور بھی مشکل اور سنگین ہوجائے گا، جب علماء کرام خود ٹی وی کی اسکرین پر تشریف فرما ہوں گے اور دوسروں کو اس کے دیکھنے اور استعمال کرنے سے منع فرمارہے ہوں گے، کیا اس وقت ان کا روکنا ممکن ہوگا؟ یا ان کی تلقین مؤثر ہوگی؟

اسی طرح دنیا بھر میں امت مسلمہ کی ایک قابلِ قدر جماعت آج تک اس کے استعمال کو ناجائز اور نئی نسل

کے لئے مہلک وسم قاتل سمجھی آئی ہے، کیا اس اجازت یا نرمی سے وہ متاثر نہیں ہوگی؟ کیا ان گھروں میں جدید تہذیب یا بے دینی کے داخلہ کے ذمہ دار وہ علماء نہیں ہوں گے جو ٹی وی کے جواز کے لئے کوشاں ہیں؟

۷:...... بالفرض اگر علماء کرام عوام کو اس سے روکنا بھی چاہیں، تو کیا عوام کو یہ کہنے کا حق نہیں ہوگا کہ جس طرح آپ دینی پروگراموں کے لئے ٹی وی پر تشریف لاتے ہیں...... اور یہ جائز ہے تو...... اگر ہم نے محض دینی پروگرام دیکھنے کی غرض سے ٹی وی خریدا ہے، اور اس غرض سے ٹی وی دیکھتے ہیں، تو یہ کیونکر ناجائز ہے؟ بتلایا جائے اس کا کیا جواب ہوگا؟

اگر بالفرض علماء کرام جائز پروگرام دیکھنے کے لئے ٹی وی کو جائز قرار دے دیں اور ٹی وی گھروں میں گھس جائے تو پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس پر لچر، واہیات، فحش اور ایمان سوز پروگرام نہیں دیکھے جائیں گے؟ یا اس پر دنیا جہاں کی ننگی فلمیں نہیں دیکھی جائیں گی؟ کیا اس سے گناہ اور بدکاری کی راہ نہ کھل جائے گی؟ کیا گھر میں ٹی وی آجانے کے بعد جائز وناجائز کی تحقیق ثانوی درجہ میں نہیں چلی جائے گی؟

۸:...... اگر علماء کرام ٹی وی پروگراموں میں آنا شروع کردیں اور ٹی وی مباحثوں میں شریک بھی ہونا شروع کردیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہود وہنود کی اولاد، علماء کے افکار وارشادات کو ہو بہو ٹی وی میں نقل بھی کردیں؟

جبکہ صورت حال یہ ہے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب کسی عالم دین نے حقائق کا اظہار کرنا شروع کیا تو نہ صرف اس کو بولنے کا موقع نہیں دیا گیا، بلکہ اس کی جو بات ٹی وی اور بین الاقوامی قوتوں کے ذوق ومزاج کے خلاف تھی، اسے سنسر کردیا گیا۔ چنانچہ طالبان حکومت کے موقع پر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ اسی قسم کے ایک مکالمہ میں شریک ہوئے، تو انہوں نے خود بتلایا کہ مذاکرے کا میزبان پہلے تو مجھے بولنے نہیں دے رہا تھا، جب میں نے بولنا شروع کیا تو اس نے بارہا میری بات کاٹنے کی کوشش کی، لیکن جب میں نے اس پر برہمی کا اظہار کیا تو اگرچہ اس نے مداخلت تو بند کردی، لیکن میرے انٹرویو کے وہ حصے جو حکومت اور بین الاقوامی قوتوں کے ذوق ومزاج کے خلاف تھے، حذف کردیئے گئے، چنانچہ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے خود فرمایا کہ: ''میں نے سوچا تھا کہ شاید اس طرح عوام کے سامنے حقائق آجائیں گے...... اور اسی لئے میں شریک بھی ہوا تھا...... مگر بعد میں اندازہ ہوا کہ میری سوچ صحیح نہیں تھی اور ایسے پروگراموں میں شریک ہونا درست نہیں، کیونکہ ان مذاکروں کا مقصد حقائق کی نشاندہی نہیں، بلکہ حقائق کو مسخ کرنا ہوتا ہے۔''

۹:...... دنیا جانتی ہے کہ ٹی وی اور سی ڈیز کا مقصد اصلاح نہیں، بگاڑ ہے، بلکہ دیکھا جائے تو ٹی وی اور ڈی وی ڈی کا مقصد مغربی تہذیب وتمدن اور لادین کلچر کا فروغ ہے، ظاہر ہے جس پروگرام میں دین وشریعت اور اسلامی تہذیب وتمدن کی صحیح صحیح نشاندہی کی جائے گی، اسے یہودی لابی اور ان کے ایجنٹ کیونکر برداشت کرسکیں گے؟

۱۰:...... اگر بالفرض مسلمان اپنا ٹی وی چینل ایجاد کرلیں تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جانداروں کی

تصویر کے ہوتے ہوئے وہ کیونکر جائز ہو جائے گا؟ اور تصویر کے بارہ میں حکم شرعی پہلے آچکا ہے۔

چلو اگر ایک منٹ کے لئے تصویر کو برداشت بھی کر لیا جائے تو کیا عام ناظرین ایسے ٹی وی چینل کو دیکھنا پسند کریں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلایا جائے کہ محراب ومنبر کی آواز پر کان کیوں نہیں دھرے جاتے؟ حالانکہ محراب ومنبر سے بھی یہی بات کہی جاتی ہے، آپ ہی بتلائیے کہ جو بات محراب ومنبر سے کہنے پر نہیں سنی جاتی وہ ٹی وی سے کیوں سنی جائے گی؟ دراصل لوگ ٹی وی دیکھتے ہی صرف اس لئے ہیں کہ ٹی وی اسکرین پر اور ''بہت کچھ دیکھنے کو ملتا ہے'' جو محراب ومنبر سے نہیں دیکھا اور سنا جاسکتا، لہٰذا ایسا ٹی وی جس میں عوام کی مطلوبہ رنگینی نہیں ہوگی اس کو کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔

عوام کی اس رنگین مزاجی پر میراثی کا وہ لطیفہ بالکل فٹ بیٹھتا ہے، جس میں اس نے اہلِ جنت وجہنم کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے سامعین کو مخاطب کر کے کہا:

> ''ارے سنتے ہو! ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں مر گیا ہوں، مجھے دفن کر دیا گیا، میرا حساب وکتاب ہوا تو فرشتوں نے کہا: تیرے گناہ اور نیکیاں برابر ہیں، جہاں چاہے، تجھے بھیج دیتے ہیں، میں نے مولویوں سے سن رکھا تھا کہ جنت بہت اچھی جگہ ہے، اس لئے میں نے کہا: مجھے جنت بھیج دو، جب مجھے جنت لے جایا گیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا، وہاں کوئی رونق تھی نہ راگ ورنگ تھا اور نہ تفریح طبع کا دوسرا سامان، بس مسجد کے میاں جی، چند داڑھیوں والے جن کے ہاتھ میں لوٹے اور مصلے تھے، یا پھر علاقے کے غریب غربا اور بس۔
>
> میں نے فرشتوں سے کہا: اس سے کوئی اچھی جگہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا اس سے اچھی جگہ تو کوئی نہیں، البتہ اگر چاہو تو تمہیں جہنم دکھا سکتے ہیں، میں نے کہا ضرور! چنانچہ جب مجھے جہنم لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں: اپنے گاؤں کے چوہدری صاحب، ملک صاحب، خان صاحب علاقہ کے سارے نامی گرامی لوگ موجود تھے، وہاں کچھ گلوکارائیں گانا گا رہی تھیں اور کچھ اداکارائیں ناچ بھی رہی تھیں، محفل جمی ہوئی تھی، چلم بھری تھی اور سارے روشن خیال اور ترقی پسند دوست واحباب جمع تھے، وہاں جا کر تو مزہ ہی آ گیا۔''

اگرچہ یہ ایک لطیفہ ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو عوام آج کل اس رنگینی کی تلاش میں ہیں چاہے اس کے لئے ان کو جہنم ہی کیوں نہ جانا پڑے اور ان کو سادگی اور خالص دین وشریعت کے پروگرام ناقابل قبول ہیں، چاہے اس کے عوض جنت ہی کیوں نہ ملتی ہو۔

چلو اس کو بھی مان لیا جائے کہ لوگ ''خالص دینی اور شرعی ٹی وی'' کو دیکھیں گے تو سوال یہ ہے کہ یہودی ایجنٹ اور بین الاقوامی لابیاں اس چینل کو چلنے بھی دیں گی؟ نہیں، ہرگز نہیں، چنانچہ ''الجزیرہ'' ٹی وی کی نشریات کا جام کیا جانا سب کے سامنے ہے، اس کے علاوہ کیا وہ ٹی وی چینل پوری دنیا کے ٹی وی قوانین کی مخالفت مول لے کر اپنا کام جاری رکھ سکے گا؟ نہیں نہیں، ہرگز نہیں، چنانچہ اس کے لئے افغانستان کی طالبان حکومت بطور مثال

کافی ہے کہ امریکا بہادر اور اس کے اتحادیوں نے اس کی اینٹ سے اینٹ صرف اور صرف اس لئے بجائی ہے کہ وہ بین الاقوامی کافرانہ نظام کا حصہ بننے کے لئے تیار نہیں تھی۔ ٹھیک اسی طرح ایسے ٹی وی چینل کا بھی حشر ہوگا۔

۱۱:...... رہی یہ بات کہ اربابِ کفر والحاد نے اگر ٹی وی کو اسلام کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کیا ہے تو کیوں نہ ہم بھی اس کو اشاعت اسلام کے لئے استعمال کریں؟ بظاہر یہ جذبہ نیک ہے، مگر اس میں مشکل وہی پیش آتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کسی ناجائز اور حرام ذریعہ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر اشاعت اسلام کے لئے ناجائز ذرائع کے اپنانے کی اجازت ہوتی تو چوروں کی اصلاح کے لئے چوروں اور زانیوں کی اصلاح کے لئے زانیوں کے گروہ میں شامل ہونا بلکہ کافروں کی اصلاح کے لئے کافروں کے گروہ میں شامل ہونا بھی جائز ہوتا، مگر دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی مہذب قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اس کے علاوہ اگر بالفرض اشاعت اسلام کے لئے کسی منکر، ناجائز اور حرام کو اپنانے کی اجازت بھی دے دی جائے تو کیا آئندہ کے لئے نہی عن المنکر کا دروازہ بند نہیں ہو جائے گا؟ اس لئے کہ ہر مجرم اپنے جرم کی یہی تاویل اور جواز پیش کرے گا کہ میں نے یہ سب کچھ اسلام کی اشاعت کے لئے کیا ہے، چنانچہ جہاں کہیں کوئی چور، ڈاکو، زانی، شرابی یا قاتل رنگے ہاتھوں پکڑا جائے گا، وہ یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ میں چور، زانی، ڈاکو، شرابی اور قاتل نہیں ہوں، بلکہ میں نے تو ان لوگوں کی اصلاح کے لئے یہ شکل اختیار کر رکھی ہے، بتلایا جائے اس سے سارا معاشرہ جرائم اور گناہوں کی آماجگاہ نہیں بن جائے گا؟

۱۲:...... اشاعت اسلام کے لئے ہم اس کے تو مکلف ہیں کہ جتنا حلال و جائز اسباب و ذرائع مہیا ہوں ان کو ممکنہ حد تک استعمال کریں اور کفر و باطل کی راہ روکنے کی کوشش کریں، لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ ہم خواہ مخواہ نت نئے انداز اور جائز و ناجائز حربے استعمال کرنے کی سعی و کوشش میں ہلکان ہوا کریں۔

اگر اس کی ضرورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اجازت دیتے اور وہ تمام اسباب و ذرائع جو کفر و شرک کی اشاعت میں استعمال ہوتے ہیں، ان کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اجازت ہوتی، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اغوائے انسانی کے لئے اولاد آدم کے قلوب میں وساوس ڈالنے، دور بیٹھ کر ان پر تسلط حاصل کرنے کا اختیار دیا ہے، مگر نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا، اسی طرح حدیث نبوی کے مطابق: شیطان انسان کے بدن میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی خون میں دوڑنے کی اجازت تھی؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

ایسے ہی شیطان انسانی قلوب و اذہان کی اسکرین پر اپنے وساوس کے ذریعے گناہوں اور بدکاریوں کی ننگی اور بلیو پرنٹ فلم دکھا کر ان کو گناہوں اور بدکاریوں پر آمادہ کرتا ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی قلوب و اذہان پر تسلط نہیں دیا گیا بلکہ فرمایا گیا: ”ان انت الا نذیر“ (فاطر:۲۳)...... آپ تو صرف ڈرسنانے والے ہیں...... اسی طرح دوسری جگہ فرمایا: ”لست علیہم بمصیطر“ (غاشیہ:۲۲)...... یعنی آپ ان کے نگران نہیں

ہیں کہ نہ مانیں تو آپ سے پوچھ ہوگی……

اگر اس کی اجازت یا ضرورت ہوتی تو جس قدر شیطان کو کفر و شرک کی اشاعت کے لئے یہ قوت واستعداد دی گئی تھی، اس سے زیادہ ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اشاعت اسلام کے لئے ان چیزوں سے نوازا جاتا، مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی تو کیا نعوذ باللہ! ہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ اشاعت اسلام کے خواہاں اور انسانوں کی ہدایت وراہ نمائی کے لئے فکر مند ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو ہمیں شرعی حدود سے نکل کر اشاعت اسلام کے لئے زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔

۱۳:…… اسی طرح ٹی وی کے جواز اور ضرورت کے لئے یہ استدلال بھی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اگر ہم نے ٹی وی پر آ کر مسلمانوں کی راہ نمائی نہ کی تو لادین تو تیں اس کو دین کے بگاڑنے کے لئے استعمال کریں گی؟ اور اسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا اور اسلام اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں رہے گا۔

اس لئے کہ سنت اللہ یہی چلی آئی ہے کہ بے شک اسلام کو ڈھانے اور مٹانے کی کوششیں تو ضرور ہوں گی اور ہوتی بھی آئی ہیں، مگر اسلام ختم ہو جائے یا اس میں تحریف ہو جائے یا اس کا حلیہ بگڑ جائے یا اسلام اپنی اصلی حالت میں نہ رہے، ایسا ناممکن ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

"مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی رہے گی جو اسلام کو اصلی حالت پر برقرار رکھنے میں محنت وکوشش کرتی رہے گی، اور اہل ہوا و بدعت کی اڑائی ہوئی دھول کو صاف کرتی رہے گی اور ان پر کسی مخالفت کرنے والے کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔"

چنانچہ سوا چودہ سو سال ہو گئے ہیں، الحمد للہ! آج بھی اسلام اسی طرح تر و تازہ ہے۔ حتیٰ کہ شیطان کے انسانی قلوب پر تسلط حاصل ہونے کے باوجود اگر آج تک اسلام محفوظ ہے تو آئندہ بھی انشاء اللہ محفوظ ہی رہے گا، اور آئندہ بھی اس کو تحریف سے بچایا جائے گا۔

۱۴:…… ٹی وی اور ویڈیو فلم سے تبلیغ کا کام لینا یوں بھی ناقابل فہم ہے کہ ٹی وی دیکھنے والے کسی نیک جذبے اور اصلاح کی غرض سے یہ پروگرام نہیں دیکھتے بلکہ تفریح طبع یا زیادہ سے زیادہ معلومات برائے معلومات کے لئے یہ پروگرام دیکھے جاتے ہیں، اس لئے کہ دنیا جانتی ہے کہ ٹی وی پر آنے والے لوگ قابل اعتماد اور ثقہ نہیں بلکہ بازاری اور شہرت کے خواہاں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج تک نہیں سنا گیا کہ کسی نے ٹی وی کی "برکت" سے اسلام قبول کیا ہو، اس سلسلہ میں حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا ایک جواب پڑھئے اور سر دھنیئے!

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کر دی؟ کتنے گناہ گاروں نے گناہوں سے توبہ کر لی؟ لہٰذا یہ محض دھوکا ہے،

فواحش کا یہ آلہ جو سرتاسر نجس العین ہے اور ملعون ہے اور جس کے بنانے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ دینی پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کے لئے ٹی وی پر جاتے ہیں اور اناپ شناپ جو ان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں، کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں، اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ واشاعت ہورہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جارہا ہے؟؟ رہا یہ سوال کہ فلاں یہ کہتے ہیں اور یہ کرتے ہیں، یہ ہمارے لئے جواز کی دلیل نہیں؟۔'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۷،ص:۳۹۸)

۱۵:...... علماء کو ٹی وی پر آنے کے مشورہ کو اس زاویہ سے بھی دیکھنا چاہئے کہ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی اصلاح کی فکر میں ٹی وی پر آنے والے حضرات خود ہی بے وزن ہو جائیں، اس لئے عین ممکن ہے کہ یہ بھی ایک شیطانی چال ہو کہ جو حضرات ٹی وی پر آنا شروع کریں گے کم از کم وہ متفق علیہ تو نہیں رہیں گے، خصوصاً جو حضرات ٹی وی کی حرمت کے قائل ہیں، ان کے ہاں ایسے حضرات کے کسی قول، فعل اور عمل بلکہ فتویٰ کا کوئی اعتبار نہیں رہے گا، گویا دوسروں کی اصلاح ہو یا نہ ہو، کم از کم یہ تو متنازعہ بن جائیں: اور ہادیانِ قوم و وطن کا متنازعہ بن جانا، شیطان اور اس کے پجاریوں کے لئے بہت بڑی فتح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باطل پرستوں کی کبھی یہ خواہش نہیں رہی کہ مسلمان، کافر یا مشرک بن جائے، بلکہ ان کی خواہش اور کوشش یہ رہی ہے کہ مسلمان، مسلمان نہ رہے، یا کم از کم قابل اعتماد نہ رہے، اگر ایسا ہو تو سوچنا چاہئے کہ ٹی وی پر آنے والے اور اس کے جواز کے قائل علماء جب ٹی وی پر آئیں گے تو وہ اپنے موقف کی حقانیت وصداقت اور مخالفین کی تغلیط فرمائیں گے، ٹھیک اسی طرح جو حضرات مخالف ہوں گے، وہ بھی اپنے موقف کو دلائل وشواہد سے مبرہن کریں گے، اور اپنے مخالفین کے موقف کی تغلیط کریں گے...... جو ان کا فطری اور منطقی حق ہے...... یوں اختلافات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا، اور اہل حق کے آپس میں دست وگریبان ہوتے ہی اسلام دشمنوں کا مقصد پورا ہو جائے گا، کیونکہ وہ دراصل مسلم امہ اور علماء کے اتفاق واتحاد سے ہی سب سے زیادہ خائف اور الرجک ہیں۔

۱۶:...... ٹی وی پر وعظ وبیان اور تقریر ومکالمہ کی ضرورت پر زور دینے والوں کو اس انداز سے بھی سوچنا چاہئے کہ جس اسٹیج اور جس جگہ پر عصیان وطغیان پر مبنی حیاء سوز اور ایمان کش فلمیں، لچر واہیات پروگرام اور گانے گائے جاتے ہوں اور وہاں ''خدا کے لئے'' جیسی خالص کافرانہ اور ملحدانہ فلمیں اور ڈرامے دکھائے جاتے ہوں، وہاں اللہ کا پاک، پاکیزہ کلام، احادیث مبارکہ اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی لیکچروں کا سنانا اور دکھانا جائز بھی ہوگا؟ کہیں یہ قرآن وسنت اور دین وشریعت کی توہین وتنقیص یا سوء ادبی تو نہیں ہوگی؟

حیات عیسیٰ علیہ السلام!

قسط نمبر:۲

پروفیسر سید شجاعت علی شاہ

۱۶...... امام بخاریؒ جن کو خود مرزا قادیانی اوران کے ماننے والے بھی قابل اعتبار و اعتماد جانتے ہیں ایک باب مقرر کرتے ہیں عنوان یہ لکھتے ہیں:

باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

نزول عیسیٰ کا مستقل باب اس باب کی دلیل ہے کہ حضرت امام بخاریؒ بھی ساری امت کی طرح یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور نازل ہوں گے۔ اب کسی اشکال کو دل میں نہ لایئے۔ کیونکہ امام بخاریؒ کسی مسیح موعود کی بات نہیں کرتے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں جو بجائے خود ایک دلیل ہے۔

۱۷...... حضرت ابوہریرہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم (بخاری ج۱ص۴۹۰)‘‘ ﴿قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تمہارے اندر ابن مریم اتریں گے۔﴾

حضورﷺ کا قسم کھا کر ابن مریم کے نزول کا ذکر کرنا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ لفظ ابن مریم توجہ طلب ہے۔ اس حدیث کے آخر میں حضرت ابوہریرہؓ نے یہ فرمایا کہ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ’’وان من اہل الکتاب...... ‘‘ ﴿کہ ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل ان پر ایمان لے آئے گا۔﴾ تین بار یہ حدیث دھرائی۔

اس باب کی دوسری حدیث جو امام بخاریؒ نے نقل کی وہ بھی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ ہے۔ فرمایا:

۱۸...... ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری ج۱ص۴۹۰)‘‘ ﴿تمہارا کیا ہی حال ہوگا جب تمہارے اندر ابن مریم اتریں گے۔ درآنحالیکہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾

۱۹...... نزول عیسیٰ ابن مریم اور وامامکم منکم یعنی اور امام تم میں کا تم میں۔ اس سے دو باتیں واضح ہوگئیں۔

۱...... حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خود نازل ہوں گے۔ کوئی دوسرا موعود نہیں۔

۲...... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان دو الگ شخصیات ہیں اور امام مہدی علیہ الرضوان اس امت میں سے ہوگا۔

ان حوالوں کے بعد اب امام بخاریؒ کی طرف کسی اور عقیدہ کی نسبت کرنا یا ان کی کسی روایت کو اپنے مطلب کے لئے استعمال کرنا انتہائی زیادتی ہے۔ مگر کیا کیا جائے کیونکہ ایسا کرنا تو مرزا قادیانی کی سنت اور پیروکاران مرزا کا طریقہ ہے:

جہاں تک اس دعوے کا تعلق ہے کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت شدہ ہیں اور

بخاری شریف کی کتاب المغازی باب المرض النبیؐ کی جس حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس میں دراصل وفات النبی ﷺ کا واقعہ اور صحابہ کرامؓ کے اضطراب و پریشانی کو صدیق اکبرؓ کے اس آیت قرآنی کے پڑھنے پر ختم ہونا ذکر کیا ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

''ومامحمد الارسول قدخلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)''

مرزائیوں کو اس سے یہ اشکال ہوا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ محمدؐ سے قبل کے جملہ انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ یہی ان کی غلطی ہے کہ اگر فوت ہونے کا بتلانا مقصود ہوتا تو ''قدماتت'' کا لفظ کیوں نہ ذکر ہوتا۔ قدخلت اسی لئے ذکر کیا کہ تیرویں صدی کا دجال لوگوں کو گمراہ نہ کر سکے۔ قدخلت دراصل خلو سے مشتق ہے جس کے معنی گزر چکے ہیں اور چھوڑ کر چلے جانے کے ہیں۔ دیکھئے تفسیر کبیر ص۵۰ ج۳:

''قد خلت من قبله الرسل ...... فسیخلو کما خلوا......'' آپ بھی ان میں موجود نہیں رہیں گے۔ جیسے دوسرے رسول موجود نہیں رہے۔ یہی بات تفسیر خازن، المدارک، ابن کثیر اور کشاف وغیرہ میں مذکور ہے۔

اس سے تو حیات یا وفات مسیح کا کوئی تعلق سرے سے ہے ہی نہیں۔ ہاں! بہرحال مذکورہ بالا اور اس کے علاوہ بے شمار احادیث حیات و نزول مسیح پر صریح دلالت کرتی ہیں۔

اجماع صحابہؓ، اجماع امت، حیات مسیح ابن مریم و نزول من السماء ابن مریم کا اوپر کی سطور میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل تفصیل جاننے کے لئے تحفہ قادیانیت ج اوّل ص ۳۵۷، ج سوم ص ۵ و ص ۳۹۳، ص ۶۰۱، احتساب قادیانیت ص ۹۵ ص ۲۵۳ ص ۵۴۳ ص ۶۷ا اور ص ۵۹۶ وغیرہ کا مطالعہ انتہائی فائدہ مند ہے۔

اب آیئے حیات مسیح کے انکار کرنے والوں کو مرزا قادیانی کے چیلنج والی حقیقت کی طرف۔

کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب البریہ (روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۵) پر بیس ہزار روپے تاوان کا چیلنج دیا تھا اور اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کر کے تمام کتابوں کو جلا دینے کا اعلان کیا تھا۔ اس بات پر کہ اگر کوئی حدیث نزول عیسیٰ من السماء کے الفاظ بتا دے۔

ان کا فرمان ہے کہ: ''پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے الفاظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے۔''

دعویٰ یہ ہے کہ کوئی حدیث صحیح تو کیا وضعی بھی نہیں۔ اگر ہو تو مرزا قادیانی توبہ کر کے کتابیں جلا دیں گے اور بیس ہزار روپے تاوان دیں گے۔ لیجئے ملاحظہ فرمایئے اور مرزا قادیانی تو انجام کو پہنچ چکا۔ آپ توبہ کر لیجئے اور مرزائیت کو خیر باد کہہ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جایئے۔

ا...... ’’وعن ابن عباسؓ قال لما ارد الله ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج الی اصحابه والبیت اثنا عشررجل من الحوارین (تفسیر ابن کثیر۲۲۸ ج۳)‘‘ ﴿حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لینے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف نکلے۔ گھر میں بارہ حواری تھے۔﴾

’’فلما توفیتنی المراد به وفاة الرفع الی السماء من قوله انی متوفیك ورافعك الیّ (تفسیر کبیر۴۷۳ ج۳)‘‘ توفیتنی سے مراد: آسمان کی طرف اٹھانا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ انی متوفیك......!

فلما توفیتنی سے مراد: اٹھانا آسمان کی طرف۔ جیسا کہ ارشاد ہے ’’متوفیك ورافعك‘‘ پس توفی کے معنی کسی شے کا پورا پورا لے لینا اور موت اس کی ایک قسم ہے۔

’’فلما توفیتنی یعنی فلما رفعتنی فالمراد به وفاة الرفع لاوفاة الموت‘‘

توفیتنی یعنی جب اٹھالیا مراد ہے۔ وفاة الرفع (تفسیر خازن ص۵۴۲ ج۱)

’’وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللهﷺ ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء (کنز العمال ص۲۶۸،۲۵۹ ج۷)‘‘ ﴿ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میرا بھائی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوگا۔﴾

’’عن ابن عباسؓ کنا فی المسجد فتذاکر افضل الانبیاء فذکرنا نوحاً بطول عبادته وابراهیم بخلته وموسیٰ بتکلیم الله ایاه وعیسیٰ برفعه الی السمآء (درمنثور)‘‘ ﴿ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم صحابہؓ مسجد میں فضیلت انبیاء کا ذکر کرتے تھے کہ نوح علیہ السلام کو طول عبادت کے ساتھ، ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور موسیٰ علیہ السلام کو تکلیم اللہ کے ساتھ اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے ساتھ فضیلت دی۔﴾

’’عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء وامامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہﷺ نے، تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے اندر عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے۔ درآنحالیکہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾

امت مسلمہ کا شروع سے لے کر اب تک یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ وہ قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضورﷺ کی شریعت کے مطابق حکومت عادلانہ فرمائیں گے۔ دجال کو وہی قتل کریں گے اور ان کے نزول کے وقت امام مہدی موجود ہوں گے۔ جو حضورﷺ کے نواسے حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا نام محمد والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

حیات ورفع نزول عیسیٰ کی احادیث آپ نے دیکھ لیں۔ دجال کے قتل کے بارے میں اور امام مہدی علیہ الرضوان جو کہ ایک علیحدہ شخصیت ہوں گے کے بارے میں احادیث ملاحظہ فرمایئے:

جھوٹے مہدی!

تیسری قسط

حافظ مجیب الرحمٰن ڈی آئی خان

محمد احمد مہدی سوڈانی

محمد احمد ۱۸۴۸ء میں دریائے نیل کے تیسرے آبشار کے قریب موضع حنگ میں پیدا ہوا۔ باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا آمنہ بتایا جاتا ہے۔ کشتی سازی کا کام کرتا تھا۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ سوڈان میں بربر کے ایک مدرسہ میں علوم دین کی تکمیل کی۔ عبادت وریاضت کے لئے ایک غار میں رہا۔ لوگ اس کے تقویٰ وبزرگی سے متاثر ہوکر حلقہ مریدین میں داخل ہونے لگے۔ جب مریدین کی تعداد بڑھنے لگی تو اس گروہ نے سیاسی رنگ اختیار کیا اور اشاعت اسلام کے پردہ میں ملک گیری کے ارادے ہونے لگے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا وعظ شروع کیا۔ اس کی دعوت میں کچھ ایسا اثر تھا کہ سینکڑوں آدمی روزانہ حاضر ہوکر جہاد پر آمادہ ہونے لگے۔

مئی ۱۸۸۱ء کو محمد احمد نے تمام ممتاز لوگوں کے نام مراسلے بھیجے کہ جناب سرور عالم ﷺ نے جس مہدی کے آنے کی اطلاع دی تھی وہ میں ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سفارت کبریٰ عطا ہوئی ہے۔ تاکہ دنیا کو انصاف سے بھردوں اور مجھے حکم ہوا کہ تمام عالم میں ایک مذہب، ایک شریعت اور ایک بیت المال قائم کردوں اور جو میرے احکام کی تعمیل نہ کرے تو اس کو موت کے گھاٹ اتاردوں۔ اس نے ماہ رمضان میں مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور تھوڑے عرصہ میں سوڈان ومصر میں اس کی دعوت کا چرچا ہونے لگا۔ جب سوڈان کے گورنر رؤف پاشا کو علم ہوا تو اپنے معتمد خاص ابوالسعود کو چار علماء سمیت اس سے بات کرنے بھیجا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ پھر ابوالسعود نے پچاس سپاہی اپنے ساتھ بھیج کر مقابلہ کی درخواست کی تو پچاس سپاہی اس کے ساتھ گئے۔ مگر جب محمد احمد کو علم ہوا تو اس کے حکم سے اس کے مریدین نے سب کو مارڈالا۔ پھر دوسری بار کارروائی کی گئی۔ مگر ناکامی ہوئی۔ جس سے محمد احمد کے پیروکاروں کی تعداد مزید بڑھ گئی۔

یہاں تک کہ بہت بڑی بڑی کارروائیاں کرکے بھی حکومت ناکام ہوئی۔ یہاں تک کہ پورے سوڈان میں محمد احمد مہدی کا قبضہ اور تسلط ہوگیا۔ وہ صوفی اور عابد شخص تھا۔ اس کی تعلیمات میں ترک دنیا اور لذات دنیوی سے اجتناب تھا۔ احکام الٰہی میں بڑا سخت تھا۔ شراب اور چوری اور زنا وغیرہ پر حدود جاری کیں۔ ہر قسم کا فسق وفجور ختم ہوگیا۔ یہ امر اس قسم کی بہت سی خوبیاں اس میں تھیں۔ لیکن اس نے سختی کرنے میں کچھ غلطیاں بھی کیں۔

مثلاً حج کعبہ سے منع کردیا جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس کے پیروؤں پر باہر کے لوگوں کا اثر نہ ہو اور جو اس کے مہدی موعود ہونے کا انکار یا شک کا اظہار کرتا اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جاتا اور یہ کہ میں جو کچھ کرتا ہوں وحی الٰہی کے حکم سے کرتا ہوں اور دعویٰ کیا تھا کہ مشرق ومغرب پر میری حکومت ہوگی۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور بیت المقدس فتح کروں گا اور کوفہ میرا مدفن ہوگا۔ لیکن اس کا یہ خواب پورا نہ ہوا۔ فتح خرطوم کے چند ماہ بعد بخار وچیچک میں مبتلا ہوا۔ آخر ۲۱ جون ۱۸۸۵ء کو ۳۷ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ ام رومان کی ایک بہترین عمارت

میں اس کا مقبرہ تھا۔ مگر بعد میں انگریز فوج نے سوڈان فتح کر کے اس کی لاش سے بے حرمتی کی تھی اور ہڈیاں دریا نیل میں بہادی تھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی بن حکیم غلام مرتضیٰ موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا تھا۔ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ بہت کم ایسے جھوٹے مہدی گزرے ہیں جنہوں نے ایک سے زیادہ دعوے کئے ہوں۔ مگر مرزا قادیانی کے دعوے اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں۔ دنیا جہاں میں جو کچھ تھا سب مرزا قادیانی تھا۔ وہ کہتا تھا میں محدث ہوں، امام الزمان ہوں، مجدد ہوں، مثیل عیسیٰ ہوں، مریم ہوں، مسیح موعود ہوں، حامل وحی ہوں، مہدی ہوں، رجل فارس ہوں، سلمان ہوں، چینی الاصل موعود ہوں، خاتم الانبیاء ہوں، خاتم الاولیاء والخلفاء ہوں، حسین سے افضل ہوں، مسیح بن مریم سے بہتر ہوں، رسول ہوں، خدا ہوں، مانند خدا ہوں، خالق ہوں، نطفہ خدا ہوں، خدا کا بیٹا و باپ ہوں، آدم ہوں، شیث ہوں، سارے نبی ہوں، ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں، انبیاء سے افضل ہوں، میکائیل، بیت اللہ، شہداء، شمس و قمر، امن کا شہزادہ، برہمن اوتار، سراج منیر ہوں وغیرہ وغیرہ!

اس کی شخصیت کا کن کن الفاظ میں تعارف ہو سکے۔ یہ مرد بھی تھا اور عورت بھی، انسان بھی تھا، پتھر بھی، خدا سے لڑنے والا بھی اور غالب آجانے والا بھی اور خدا کا مرشد و پیر طریقت بھی تھا۔ علماء کہتے ہیں کہ اضداد جمع نہیں ہوسکتیں۔ مگر اس شخصیت نے اپنی ذات میں کئی اضداد کو جمع کر کے دکھا دیا کہ اجتماع ضدین کو محال سمجھتے ہو، اجتماع اضداد بھی ہوسکتا ہے۔

اول مرزا قادیانی نے حکیم محمد شریف کلانوری کے مشورہ پر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر پھر اس سے ترقی کی ہوس ہوئی تو طبیعت نے فیصلہ دیا کہ مسیحیت کا تاج زیب سر کرنا چاہئے تو پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور حیات کا انکار کیا اور پھر یہود کی طرح کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھا دیئے گئے تھے۔ پھر پروپیگنڈہ کیا کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ جب مرید اس دعوے کے متحمل ہو گئے تو لکھنا شروع کیا کہ جس مسیح کے آنے کی احادیث میں پیشین گوئی تھی وہ میں ہوں۔ جب کہا گیا کہ تم تو غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ہو تو کہا میں ہی عیسیٰ بن مریم بنادیا گیا ہوں۔ کہا گیا ایک شخص دوسرے میں کیسے تبدیل ہوسکتا ہے۔ تو کہا کئی باتوں میں میری زندگی کو مسیح بن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے۔ اس بناء پر میں مسیح ہوں۔ کہا گیا کہ اچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے کوئی معجزہ دکھاؤ تو سرے سے مسیح علیہ السلام کے معجزات کا ہی انکار کر دیا۔ ۱۸۹۲ء میں ایک عالم ربانی نے مرزا قادیانی سے پوچھا کہ تم مسیح ہو تو حضرت مہدی علیہ الرضوان کہاں ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ایک زمانہ میں ظاہر ہوں گے؟۔ مرزا قادیانی نے کہا وہ بھی میں ہوں۔ لیکن اس دعوے کے بعد مرزا قادیانی کی حالت گومگو کی رہی۔ کبھی یہ دعویٰ کرتا اور کبھی حکومت کے خوف سے کانوں پر ہاتھ رکھنے لگتا۔ ایک بار شوق ہوا کہ اپنے مہدی ہونے کی کوئی شہادت پیش کرے تو اس کوشش میں ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء میں نشان آسمانی کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں اپنے مہدی آخرالزمان ہونے کے ثبوت میں شاہ نعمت اللہ کرمانی ولیؒ کا قصیدہ پیش کیا۔ لیکن اس میں بہت ہی تحریف کر دی۔ نہ

صرف قصیدہ کے اشعار کی ترتیب بدل ڈالی بلکہ امام مہدی کے نام میں قصیدہ میں جو محمد ہی مذکور ہے تحریف کر دی۔ چنانچہ پروفیسر براؤن نے تاریخ ادبیات ایران میں قصیدہ کا شعر یوں لکھا ہے:

میم حا میم دال می خوانیم
نام او نامدار می بینم

امام مہدی کا نام محمد ہے۔لیکن مرزا قادیانی نے شعر یوں بدل دیا:

اح م ودال مے خوانیم
نام او نامدارے بینم

یعنی امام مہدی کا نام احمد ہوگا۔

واضح ہو کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی پیشین گوئیوں کو لے کر جس طرح مرزا قادیانی نے خود کو ان کا مصداق ٹھہرایا اور تحریف کی۔ایسے ہی مرزا قادیانی کے ایک معتمد مرید عبداللطیف گناچوری نے بھی جو نبوت کا مدعی تھا کہا تھا کہ شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشین گوئی کا مصداق میں ہوں۔احادیث میں جو مہدی آنے کا ذکر ہے وہ میں ہوں۔

(آئمہ تلبیس ج۲،ص۲۱۴)

اور دور حاضر کے مدعی مہدویت سید عتیق الرحمٰن گیلانی خود کو مصداق ٹھہراتے ہیں۔

(خلافت علی منہاج النبوۃ کے وجود مسعود کا اعلان عام ص۴۵،۴۶،۴۷)

ان لوگوں نے شاہ نعمت اللہ کی تحریف شدہ پیشین گوئیوں سے ایسے دلیل لی جیسے وہ قرآن وحدیث ہو۔ حالانکہ اگر حجت ہے تو قرآن وحدیث واجماع امت وقیاس مجتہدین اور وہ ان کی ہرگز تائید نہیں کرتے۔

بہرحال تذکرہ مرزا قادیانی کا ہو رہا تھا۔ان کی عادات عجیب تھیں۔مٹی اور گڑ جیب میں رکھتے تھے۔ایک شخص نے جوتے بنا کر دیئے کہ جناب استعمال کریں تو بایاں دائیں پاؤں میں اور دایاں بائیں پاؤں میں پہن لیتے اور کبھی کبھی زنا بھی کر لیتے تھے۔

یحیٰی عین اللہ بہاری

یہ شخص موضع بھد اسی ضلع گیا صوبہ بہار کا رہنے والا تھا۔خدا کا اوتار اور مسیح منتظر اور مہدی موعود ہونے کا مدعی تھا۔خود کو یحیٰی فرمان روا عین اللہ لکھا کرتا تھا۔خدا جانے کہاں کا فرمان روا تھا۔شاید عالم خیال کا فرماں روا ہوگا۔اپنے ایک رسالہ انا الحق میں نظم لکھی ہے۔اس میں لکھتا ہے:

ایسے ہی ہم سے خدا ہے اور ہم ہیں از خدا
عطر اپنا کھینچ کر دیکھا تو پایا روح گر

یار باشد ہے یہی یحیٰی بنائے کائنات
ہے یہی یحیٰی امام الکائنات دتاج سر

اب خدائی کا زمانہ آ گیا ہوشیار باش
صورت یحییٰ میں گویا ہے وہی اسٹیج پر
ہے یہی یحییٰ کہ جس کے منتظر مدت سے ہو
مہدی الموعود و عیسیٰ یا مسیح منتظر

بلکہ مرزا قادیانی کی طرح یہ شخص بھی مجمع الاضداد تھا۔ ایک جگہ نظم میں کہتا ہے:

ہم ہی صلبی مہدی ہیں گہوارہ میں جو بولے تھے
احمد ہم ہیں، موسیٰ ہم ہیں، عیسیٰ ہم ہیں، یحییٰ ہم

اور کہتا ہے کہ:

خود بقا اور خود فنا ہوں میں
خود نبی اور خود بنا ہوں میں
واہ کیا خوب دلربا ہوں میں
اپنے ہی آپ پر فدا ہوں میں
اختر و مہر و ماہ و برج و فلک
جنت و دوزخ و خلا ہوں میں
الغرض جملہ کائن و ما کان
میں ہی میں ہوں بتاؤ کیا ہوں میں
اور ناممکن القیاس جو ہو
وہ بھی میں ہوں بس اب خدا ہوں میں
بس خدا ہی کا نام یحییٰ ہے
میں نہ یا و حا و یا ہوں میں

اس کے دعوئ الوہیت کے بعد کسی نے اس سے پوچھا کہ پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی جو نبوت کا مدعی ہے وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں؟ بولا وہ جھوٹا ہے۔ میں نے تو اسے نبی بنا کر بھیجا ہی نہیں۔ وہ از خود نبی کس طرح بن بیٹھا۔

ایک ہندو بیوہ کا اکلوتا بیٹا مر گیا۔ وہ رو رہی تھی۔ کسی نے آ کر اس سے کہا روتی کیوں ہو۔ خدا صاحب آئے ہوئے ہیں۔ وہ ادنیٰ توجہ سے تمہارے بیٹے کو زندہ کر دیں گے۔ یہ سن کر وہ منتیں کرنے لگیں کہ خدا سے عرض کرو کہ یہ میرا بچہ زندہ کر دو۔ اس نے کہا فلاں سیٹھ کے ذریعہ سفارش کرا دو تو یحییٰ عین اللہ تمہارے بیٹے کو زندہ کر دے گا۔ وہ بیچ بیچ سیٹھ کے پاس گئی۔ سیٹھ صاحب اس کے ساتھ یحییٰ کے پاس پہنچ گئے کہ مہربانی کر کے اس کو زندہ کر دو۔ یہ اس بوڑھی کا اکیلا سہارا تھا۔ وہ بہت گھبرایا اور مرزا قادیانی کی طرح حیلے حوالے کرنا شروع کیے۔ عورت سے کہا

بڑھیا ہم ایک بار مار کر دوبارہ زندہ نہیں کیا کرتے۔ کیونکہ ہمارا انتظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔ عورت کو جس طرح تماشائیوں نے سمجھایا تھا کہ لاکھ انکار کرے مگر تم نہ ماننا تو وہ اصرار کرنے لگی کہ ایک بچے کو زندہ کرنے سے نظام نہیں بگڑ جائے گا۔ خدا صاحب مجھ پر رحم کرو۔ آخر سیٹھ صاحب نے بھی منت بہت کی تو یحییٰ نے کہا اچھا اس وقت لاش لے جاؤ۔ صبح سویرے میرے پاس آ جانا زندہ کر دوں گا۔ عورت یقین کر کے لاش اٹھا لائی۔ مگر یحییٰ خدا صاحب اسی رات وہاں سے بھاگ نکلا۔

حضرت مولانا ابوالقاسمؒ لکھتے ہیں کہ مسلمان بہت کم یحییٰ کی جال میں پھنسے۔ اس کے پیروؤں کی بہت بڑی تعداد ہنود و یہود پر مشتمل ہے۔

قادیانیوں کے دھوکہ سے باخبر رہیں

سابقہ الیکشن میں امام بخش قیصرانی نے کوٹ قیصرانی کے علماء کو دھوکہ دیا۔ بعد میں شادی کے ولیمہ میں قادیانی مربی شریک ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازیخان کے راہنماؤں نے اپنے وضاحتی بیان میں کہا کہ امام بخش قیصرانی امیدوار پی پی ۲۴۰ تونسہ شریف نے اپنے دادا امیر مند قیصرانی کی طرح علماء کوٹ قیصرانی کو دھوکہ دیا ہے۔ ۱۹۸۶ء کو میر مند قیصرانی جس کی لاش مسجد سے نکلی تھی۔ اس نے الیکشن میں حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو دھوکہ دیا تھا۔ اسلام قبول کر کے پھر قادیانی بن گیا تھا۔ اسی طرح امام بخش قیصرانی نے سابقہ الیکشن میں علماء کوٹ قیصرانی کے سامنے اسلام قبول کیا۔ پھر اپنی شادی لاہور کے قادیانیوں کے ہاں کی ہے اور شیر گڑھ میں دعوت ولیمہ پر قادیانی مربیوں کو بلوا کر قادیانیت کی تبلیغ کی گئی۔ اس کی اس حرکت کو دیکھ کر مسلمان ولیمہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ملکی اخبارات میں یہ پوری کہانی شائع ہو چکی ہے۔ برملا اپنے آپ قادیانی کہتا رہا ہے۔ اب پھر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے پی پی سے ٹکٹ حاصل کر لی۔ امام بخش قیصرانی مکار اور عیار قادیانی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازیخان کے راہنماؤں مولانا عبدالرحمان غفاری، مولانا غلام اکبر ثاقب، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد شریف حیدری، امیر محمد بگٹی اور دیگر علماء کرام نے کہا ہے کہ تحصیل تونسہ شریف کی غیور عوام قادیانی امیدوار کی اس مکاری اور عیاری کو دیکھ کر ووٹ نہیں دیں گے۔ انشاء اللہ شکست اس کا مقدر بن چکی ہے۔

۱۴ نومبر بروز جمعہ کو تحصیل تونسہ کے علماء کا یوم ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان کے امیر مولانا عبدالرحمان غفاری جنرل سیکرٹری مولانا غلام اکبر ثاقب، مولانا عبدالعزیز لاشاری اور دیگر علماء کرام کی اپیل پر حلقہ ۲۴۰ کی مساجد کے علماء کرام نے ۱۴ نومبر جمعہ کو یوم ختم نبوت منایا۔ جمعہ کے بیانات میں قادیانی امیدوار امام بخش قیصرانی کے خلاف احتجاج کیا گیا کہ امام بخش قیصرانی سکہ بند قادیانی ہے۔ اس کو اپنا ووٹ نہ دیں۔

قادیانی اور بھٹو مرحوم!

مولانا عبدالعزیز لاشاری

یاد رہے کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو بھٹو شہید کے دور حکومت میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مگر قادیانی اور امریکہ ناراض ہوگیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ملازمت چھوڑ کر چلا گیا۔ ہمارے کہوٹہ پلانٹ کا تمام نقشہ امریکہ کو جا کر دکھایا اور ہمارا راز فاش کر دیا۔ بعد میں اس کو یہودیوں نے نوبل انعام سے نوازا۔ ان قادیانیوں کے بارے میں بھٹو مرحوم نے کہا تھا کہ امریکہ میں جس طرح یہودی رہ رہے ہیں۔ قادیانی پاکستان میں وہ حیثیت لینا چاہتے ہیں۔ قادیانی، بھٹو کی پھانسی کے مقدمہ میں گواہ بن گئے۔ بھٹو شہید ہوگیا۔ قادیانیوں نے (ربوہ) چناب نگر میں مٹھائیاں تقسیم کیں۔ قادیانی الفضل اخبار نے مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا الہام شائع کیا۔ کلب یموت علیٰ کلب اور عدد نکلے 52 یعنی کتا مر گیا، کتے کی موت پر اور 52 سال کی عمر میں یعنی بھٹو کے بارے میں نعوذ باللہ! لیکن ہم نے اس وقت بھی بھٹو شہید کا دفاع کیا تھا کہ قادیانیو! بھٹو شہید ہے۔ مرزا قادیانی کے اس الہام کی اصلی تشریح یوں ہے۔ کتا مرے گا کتے کی موت پر 52 سال میں۔ پہلے کتے سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ دوسرا کتے سے مراد وہ مرزا محمود تھا۔ جو کہ 52 سال خلافت کی عمر میں جہنم رسید ہوا۔ بھٹو کے مقدمہ میں مسعود محمود قادیانی وعدہ معاف گواہ بن گیا۔ تاریخ گواہ ہے۔

تونسہ شریف

تونسہ شریف کی غیور عوام پڑھی لکھی ہے۔ کھرے کھوٹے سچے جھوٹے کی پرکھ رکھنے والی عوام ہے۔ غریب ضرور ہے مگر بے غیرت نہیں ہے۔ ہماری غربت اور پسماندگی کو دیکھ کر انگریز نے ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی۔ ایک سازش کے تحت یہاں کے تمندار اور سردار کو قادیانی بنالیا۔ مگر یہاں کی دین دار غیور عوام دین کی فکر رکھنے والے احباب کی دعوت پر پیر کامل حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ کی زیر سرپرستی، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تبلیغی دورے کئے۔ قریہ قریہ گلی گلی ایک ایک فرد کے پاس جا کر انگریز کے ان سگان دم بریدہ قادیانیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ ان بزرگوں کی قربانیاں رنگ لائیں۔ تحصیل تونسہ شریف کی تاریخ گواہ ہے۔ اس دھرتی پر کوئی ممبر آج تک دین دار طبقہ کی حمایت کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکا اور نہ انشاء اللہ ہوگا۔

قادیانیوں کی قلابازیاں اور ان کا انجام اور ہمارا محاسبہ

انگریز نے اس قادیانی سردار کو مجسٹریٹی اختیارات دیئے۔ شریعت محمدﷺ سے انکار کرایا۔ برطانوی قانون نافذ کرایا۔ مگر یہاں نہ قادیانی کچھ کرسکے نہ انگریز کچھ کرسکا۔ جب الیکشن آیا تو اسی قادیانی سردار نے دینداروں کا سہارا لیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے پاس چلا گیا اور قادیانیت سے برأت کا اعلان کیا۔ اس وقت کے علماء کرام حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ نے اس سردار کی

حمایت کی۔ مگر یہ سردار حقیقتاً قادیانی تھا۔ دلوں کا مالک تو اللہ پاک ہے۔ اس نے ان بزرگوں کو دھوکہ دیا۔ مگر یہ سردار عبرت ناک شکست کھا گیا۔ یہ سردار پھر علی الاعلان قادیانی بن گیا۔ 1986ء میں مرا تو اس کو مسلمانوں کی مسجد میں دفن کردیا گیا۔ الحمدللہ! تمام مکتب فکر کے علماء کرام نے اس مذموم حرکت کے خلاف شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم آف کندیاں شریف کی زیر سرپرستی حضرت خواجہ عبدالمناف پیر آف تونسہ شریف کی قیادت میں اور مولانا صوفی اللہ وسایا کی کاوش پر تحریک چلائی۔ اس کی میت کو مسجد سے نکال کر حکومت نے اس کے اپنے گھر میں دفن کردیا۔ یہ تحریک شیر گڑھ کے نام سے لمبی داستان ہے۔

قادیانیوں کا دوسرا حملہ

ونگ کمانڈر عبدالرشید خان اس چیف فیملی کا فرد ہے۔ یہ پھر سیاسی میدان میں آیا۔ اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اس نے جمعیت علماء اسلام سے ٹکٹ لیا۔ پھر شکست کھائی۔ دراصل اندر سے کھوٹے ہوتے ہیں۔ پھر یہ علی الاعلان قادیانی بن گیا۔

قادیانیوں کا تیسرا حملہ، سردار امام بخش خان کی شکل میں، سردار صاحب کا مکمل تعارف

اس کا نام شناختی کارڈ، تعلیمی اسناد اور پاسپورٹ میں کنفوشش امام ہے۔ کنفوشش امام کون تھا؟ کہاں کا تھا؟ یہ ایک داستان ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ کنفوشش روس کا رہنے والا ملحد انسان تھا۔ یہ سردار صاحب عام لکھائی پڑھائی میں امام بخش کہلاتا ہے۔ گاؤں بھر میں کنبے قبیلے کے اندر چوں چوں خان مشہور ہے۔ وکیل صاحب ہیں۔۔ بیرسٹر کی ڈگری، یو۔ کے۔ لندن سے حاصل کی۔ بڑا چست چلاک پھرتیلا آدمی ہے۔ مکاری عیاری فریبی میں مرزا غلام احمد قادیانی سے دو قدم آگے ہے۔ اگر کوئی پوچھے سردار صاحب جناب کا مذہب کیا ہے یہ کہتا تمہیں کیا ہے تم کون ہو؟۔ پھر مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ 9000 ووٹ لے کر شکست کھا گیا۔ کچھ سال بعد اس کی شادی ہوئی۔ علاقہ کے عینی شواہدین کے مطابق اس نے لاہور کے ایک قادیانی گھرانے میں شادی کی۔ اپنے گھر شیر گڑھ میں شادی کا ولیمہ کیا۔ علاقہ کے علماء معززین کو دعوت دی۔ مگر آخر میں قادیانیت کی بلی تھیلے سے باہر نکل آئی۔ قادیانی مربی کھڑا ہوگیا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی۔ مسلمان کھانا کھائے بغیر ولیمہ کا بائیکاٹ کر کے واپس چلے آئے۔ اس ولیمہ کی پوری کہانی روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوچکی ہے۔

امام بخش خان کو دعوت فکر

سردار امام بخش خان سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ اس کے کئی عزیز رشتہ دار مسلمان ہوگئے۔ اب وہ ہمیں اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ آپ صدق دل سے مسلمان بن جائیں، نماز، روزہ، جمعہ، عیدین پر اپنا عمل اپنائیں۔ سیدھے طریقہ پر آجائیں۔ یہ الیکشنی مسلمان نہ بنیں۔ بلکہ حضور پرنور ﷺ کا سچا غلام بن جائیں۔ یہ ووٹ کیا چیز ہیں ہم اپنے جگر کا خون بھی دینے کے لئے جناب کو تیار ہوجائیں گے۔ ورنہ ہمارا فرض منصبی بنتا ہے۔ آپ کیا ہیں کوئی بھی ہو جو بھی قادیانی دھوکہ فریب کرے گا تو حضور پرنور ﷺ کا ہر سچا غلام پرامن طریقہ پر محاسبہ کرے گا۔

قادیانیوں سے کسی بھی قسم کا تعلق حرام ہے!

انتخاب: مفتی اسد ایاز نوشہرہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسائل ذیل کے بارے میں:

ہمارے پڑوس میں ایک دو قادیانی رہتے ہیں۔ ہم میں سے کچھ لوگوں کی رشتہ داری بھی ہے۔ وہ ہم لوگوں کے اہل قرابت اور پڑوسی بھی ہیں۔ ان کی پی سی او کی دوکان ہے۔ اکثر ہمیں وہاں جانے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ادھر ادھر سے پیغامات بھی آتے ہیں اور کبھی ہمیں وہاں سے ٹیلی فون بھی کرنا پڑتا ہے۔ وہ ہم سے سلام بھی کرتے ہیں۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بھی بڑھاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! تو برائے کرم قرآن وسنت کی روشنی میں مع حوالہ مندرجہ ذیل مسائل کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں:

۱...... ان کے سلام کا جواب دیں یا نہیں؟۔

۲...... مصافحہ کریں یا نہیں؟۔

۳...... ہم خود ان سے سلام کریں یا نہیں؟۔

۴...... ان کے پی سی او پر کہیں سے پیغام آتا ہے تو اسے لینے جائیں یا نہیں؟۔

۵...... ان کے یہاں کوئی مرجائے تو ہم نماز جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں؟۔

۶...... اگر وہ ہمارے ہاں نماز جنازہ میں آئیں تو ہم شریک ہونے دیں یا نہیں؟۔

۷...... وہ اپنی شادی بیاہ اور منگنی وغیرہ میں ہم لوگوں کو مدعو کرتے ہیں۔ ہم لوگ جائیں یا نہیں؟۔

۸...... ہم اپنے بچوں کی شادی بیاہ و دیگر معاشرتی تقریب میں ان کو بلائیں یا نہیں؟۔

محمد صداقت، محمد اصغر، نصرت علی خان، سلیم احمد نشاط روڈ ابراہیم آباد پیر والی گلی سہارنپور!

جواب! سے قبل چند ضروری باتیں درج کی جاتی ہیں۔ تاکہ جواب کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں جس نے اجتہادی غلطی نہ کی ہو۔“ پھر لکھتا ہے:

”میرے آنے سے تمام نبی زندہ ہوئے۔ تمام نبی میرے کرتہ میں چھپے ہوئے ہیں۔“ (خزائن ج۱۸ص۴۷۸)

ایسے ہی لکھتا ہے: ”آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے۔“ (مکتوب مرزا الفضل قادیان ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین میں لکھتا ہے کہ: ”آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔“ (خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

”عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔“ (خزائن ج۱۹ص۷۱)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا اور خود کو نبی اور رسول قرار دیا۔ لکھتا ہے کہ:

”میں نبی ہوں اور رسول بھی۔“ (خزائن ج۱۸ص۲۱۱)

’’خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا۔‘‘ (خزائن ج۱۸ص۲۳۱)

الغرض مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے اس جیسے سینکڑوں کفریہ عقائد ان کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں جو قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے عالم اسلام کے تمام مفتیان وعلماء کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج مرتد اور زندیق ہیں۔

آپ کے سوال کا جواب

جب ان قادیانیوں کا کفر واضح ہو گیا تو اب ان سے سلام کرنا یا ان کا جواب دینا ناجائز اور حرام ہوگا۔ اس لئے کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:’’ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولیٰ قربیٰ (توبہ:۱۱۲)‘‘ ﴿لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ وہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگر چہ وہ قرابت والے ہوں۔﴾

اور چونکہ سلام کرنا یا جواب دینا ایک طرح بخشش اور استغفار ہے۔ لہٰذا یہ بھی حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کے جنازہ میں شریک ہونا بھی ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:’’ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون (توبہ:۸۴)‘‘ ﴿نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائیں اور نہ کھڑا ہو ان کی قبر پر۔ وہ منکر ہوئے اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور مر گئے نافرمان۔﴾

نیز اپنے جنازہ میں بھی قادیانیوں کو شریک کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ وہ وقت طلب رحمت کا ہوتا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔ اسی طرح ان سے مصافحہ کرنا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان کی دکان پر جانا، پیغام لینا یا ان کی کسی تقریب میں شرکت کرنا، ان کو اپنے گھر بلانا۔ الغرض کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’لاتجدوا قوماً یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آبائهم اوابنائهم اواخوانهم اوعشيرتهم (مجادلہ:۲۲)‘‘ ﴿جو لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، آپ نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخص سے وہ دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے برخلاف ہیں۔ گو وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا قرابت والے ہوں۔‘‘

یہاں تو باری تعالیٰ اعلان کر رہے ہیں کہ مومن کی شان نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں سے تعلق رکھے۔ تو پھر آپ کیونکر ان قادیانیوں کو قرابت والا کہہ رہے ہیں۔

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ دوسرے غیر مسلم یہود ونصاریٰ، ہندوؤں کے احکام قادیانیوں سے الگ ہیں کہ وہ کھلے طور پر کافر ہیں اور قادیانی کفر کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کا حکم کافر ومرتد سے سخت ہے۔ اس لئے ان سے تجارت وغیرہ سب ناجائز اور حرام ہے۔ ان کا ہر اعتبار سے بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۱،۲۲؍ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق یکم،۲؍جنوری ۲۰۰۸ء منعقد ہوا۔ جس کی دو نشستیں ہوئیں۔ اجلاس کی نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کی۔ اجلاس میں مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص، مولانا محمد فیاض مدنی گمبٹ خیر پور میرس، مولانا محمد یعقوب بدین، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالرشید غازی مظفرگڑھ، قاضی عبدالخالق فیصل آباد، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم لاہور، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ، مولانا تونسوی عبدالستار خوشاب، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، مولانا اللہ وسایا ملتان سمیت کئی ایک احباب نے شرکت کی۔ اجلاس میں گذشتہ سال کی کارکردگی پر بحث کی گئی اور آئندہ سال کے لئے کئی ایک منصوبے تیار کئے گئے۔ منڈی بہاؤالدین کے لئے مولانا محمد قاسم کو مبلغ مقرر کیا گیا۔ جبکہ مظفرگڑھ کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی ڈیرہ غازی خان کے لئے ہر ماہ دس روز دیں گے اور جہلم، بھمبر میں مفتی خالد میر مبلغ آزاد کشمیر وقت دیں گے۔ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی جہنم مکانی ہوا۔ اس کی یاد میں قادیانی سو سالہ پروگرام بنا رہے ہیں۔ مجلس نے فیصلہ کیا کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے ملک بھر میں اجتماعات منعقد کئے جائیں گے۔ لٹریچر کی اشاعت، انصاف فرمائیے، چالیس ہزار (پریس میں) قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق، تلخیص کر کے شائع کیا جائے گا۔ امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کا مضمون جو حضرت اقدس سید نفیس الحسینی مدظلہ کے حکم پر مکتبہ سید احمد شہید لاہور نے شائع کیا کی تلخیص شائع کرنے کا فیصلہ ہوا۔ شیزان سمیت قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم کو جاری رکھا جائے گا۔ ماہ ربیع الاوّل کو میلاد خاتم الانبیاء ﷺ کے طور پر منایا جائے گا۔ پنجاب کے اکثر وبیشتر اضلاع میں ضلعی ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ جس کی تفصیلات آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ مطالعہ کتاب ایک عرصہ سے سلسلہ جاری ہے کہ احتساب قادیانیت کی ایک جلد سہ ماہی کے لئے دی جاتی ہے۔ جس میں اس کا مطالعہ اور تلخیص کی جاتی ہے۔ رواں سہ ماہی میں احتساب قادیانیت کی تیرھویں جلد کا مطالعہ وتلخیص طے کیا گیا۔ مندرجہ بالا کتاب ۱۲؍رسائل پر مشتمل ہے۔ ہر ماہ چار رسائل کی تلخیص کر کے دفتر مرکزیہ ارسال کی جائے گی۔ علاوہ ازیں کئی ایک انتظامی امور طے ہوئے۔ اجلاس مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی دعاء پر اختتام پذیر ہوا۔

مجوزہ ضلعی ختم نبوت کانفرنسوں کی تفصیل

محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مسئلہ ختم نبوت کی برکت سے سال نو کی پہلی سہ ماہی میں مندرجہ ذیل ضلعی ختم نبوت کانفرنسوں کا پروگرام طے کیا گیا ہے (اس میں بعض مقامات کی اہمیت کے پیش نظر علاقائی کانفرنسیں بھی شامل ہیں) مجوزہ ضلعی وعلاقائی ختم نبوت کانفرنسوں کا پروگرام یہ ہے:

۱...... ۶،۷؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، رحیم یار خان اور ضلع بھر کا تبلیغی دورہ۔

۲...... ۸؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، نواب شاہ۔

۳...... ۹؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، محراب پور۔

۴...... ۱۰؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، گمبٹ

۵...... ۱۱؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، سکھر۔

۶...... ۱۲؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، پنوں عاقل

۷...... ۱۳؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، گھوٹکی۔

۸...... ۱۶؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، بہاولنگر

۹...... ۱۷؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، وہاڑی

۱۰...... ۱۸؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، خانیوال

۱۱...... ۱۹؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، ساہیوال

۱۲...... ۲۰؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، پاکپتن

۱۳...... ۲۱؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، اوکاڑہ

۱۴...... ۲۲؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، جھنگ

۱۵...... ۲۳؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، خوشاب

۱۶...... ۲۴؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، میانوالی

۱۷...... ۲۵؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، بھکر

۱۸...... ۲۶؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، لیہ

۱۹...... ۲۷؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، چنیوٹ

۲۰...... ۲۸؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، دن کو چناب نگر، رات کو فیصل آباد

۲۱...... ۲۹؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، شیخوپورہ

۲۲...... ۳۰؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، لاہور

۲۳...... ۳۱؍مارچ ختم نبوت کانفرنس، سیالکوٹ

۲۴...... یکم؍اپریل ختم نبوت کانفرنس، نارووال

۲۵...... ۲؍اپریل ختم نبوت کانفرنس، گوجرانوالہ

۲۶...... ۳؍اپریل ختم نبوت کانفرنس، دن کو بھمبر، رات کو گجرات

۲۷...... ۴؍اپریل ختم نبوت کانفرنس، دن کو منڈی بہاؤالدین، رات کو چکوال

۲۸...... ۵؍اپریل ختم نبوت کانفرنس، حافظ آباد

۲۹...... ۶؍اپریل ختم نبوت کانفرنس، چیچہ وطنی

۳۰...... ۱۷؍اپریل ختم نبوت کانفرنس، ملتان

اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے ان ختم نبوت کانفرنسوں کا کامیاب فرمائیں۔ جماعتی احباب وقارئین لولاک سے ان ختم نبوت کانفرنسوں کو کامیاب بنانے کی اپیل ہے۔ بھرپور شرکت سے سرفراز فرمائیں۔ ان کانفرنسوں میں مقامی علماء کے علاوہ مرکز سے مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا شرکت کریں گے۔ سندھ اور سیالکوٹ کانفرنسوں میں مولانا عبدالکریم ندیم نے شرکت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ملتان کی کانفرنس میں ملک بھر سے جید خطباء وقائدین کو مدعو کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ بعض مقامات پر صرف جمعہ کے روز ختم نبوت اجتماعات قبل از جمعہ ہوں گے۔ جن میں مرکز سے مولانا اللہ وسایا شرکت کریں گے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۱رجنوری ختم نبوت اجتماع	قبل از جمعہ	مظفر گڑھ
۱۸رجنوری ختم نبوت اجتماع	قبل از جمعہ	حاصل پور
۱۹رجنوری ختم نبوت اجتماع	بعد از عشاء	احمد پور شرقیہ
۲۰رجنوری ختم نبوت اجتماع	بعد از ظہر	علی پور
۲۵رجنوری ختم نبوت اجتماع	قبل از جمعہ	لودھراں
ارفروری ختم نبوت اجتماع	قبل از جمعہ	جھنگ
۲رفروری ختم نبوت اجتماع		دن، روڈ وسلطان......رات، احمد پور سیال
۸رفروری ختم نبوت اجتماع	قبل از جمعہ	دن، پیلو وائنس......رات، نور پور تھل
۱۵رفروری ختم نبوت اجتماع	قبل از جمعہ	بھوڑو ضلع شیخوپورہ

سہ ماہی تربیتی ختم نبوت کنونشن ٹنڈو آدم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی کنونشن جمعۃ المبارک کو بعد نماز جمعہ شروع ہوا۔ کنونشن کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر حضرت لدھیانویؒ شہید کے خلیفہ مجاز ممتاز عالم دین علامہ احمد میاں حمادی صاحب فرما رہے تھے۔ کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سعادت راقم الحروف نے حاصل کی۔ جس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا راشد مدنی صاحب نے کنونشن کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔ تمام ساتھیوں نے کام کو آگے بڑھانے کے لئے تجاویز دیں اور طے کیا گیا کہ گزشتہ پروگرامز کو برقرار رکھتے ہوئے ٹنڈو آدم کے قرب وجوار میں پندرہ دن میں ایک جماعت دس ساتھیوں پر مشتمل جایا کرے گی۔ وہاں کے مسلمانوں کو تحفظ ختم نبوت کے کام میں شامل ہونے کے لئے دعوت دے گی۔ علاوہ ازیں پندرہ دن کے اندر ایک پروگرام ٹنڈو آدم شہر کی کسی مسجد میں رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ اسکول، کالج کے اندر بھی مختلف مواقع پر پروگرام رکھنے اور ساتھیوں کے گھروں میں مستورات کے لئے علیحدہ ختم نبوت کے پروگرامز رکھنے کی تجاویز زیر بحث آئیں۔ علاوہ ازیں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ڈاکٹرز، ٹیچرز اور وکلاء حضرات کے لئے علیحدہ کنونشنز رکھے جانے کا پروگرام بھی ترتیب دیا گیا۔ نیز مارچ کے آخری عشرے میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس بھی زیر غور رہی۔ یوں کنونشن کی پہلی نشست نماز عصر پر مکمل ہوئی۔ نماز عصر کے بعد تمام ساتھیوں نے باہمی مذاکرہ کیا اور چائے پی۔ بعد نماز مغرب تیسری اور آخری نشست کا آغاز تلاوت سے ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے ایمان افروز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام اللہ کے ہاں انتہائی مقبولیت والا کام ہے اور یہ کام اللہ اسی سے لیتا ہے جسے اللہ اپنا مقرب بندہ بناتا ہے۔ اس لئے تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے کہیں بھی ہوں صد بار مبارک باد کے مستحق ہیں اور بالخصوص ٹنڈو آدم کے ساتھی کہ یہاں کی فضا صرف اور صرف تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب کی فضا سے معطر ہے اور یہاں اللہ کے فضل سے کوئی قادیانی نہیں۔ لیکن اگر آپ ٹنڈو آدم میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ رہے اور اکابرین کے حکم پر لبیک کہتے

رہے تو انشاء اللہ ہر سازش قادیانیوں کی ان ہی پر پلٹے گی۔ تمام ساتھی قادیانیوں کی سازشوں کو سمجھیں اور اکابرین کے ساتھ رہیں۔ مولانا نذر عثمانی نے کہا کہ ناموس رسالت تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہر کلمہ گو مسلمان اپنا تن من دھن قربان کرنے کو تیار ہے۔ ناموس رسالت پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ مسلمان برداشت نہیں کریں گے۔ توہین رسالت لاء سمیت تمام اسلامی دفعات کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ الیکشن سٹ اپ میں مسلمان ہر امیدوار سے عہد لیں کہ وہ اسمبلی میں جاکر ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی صلاحیتیں استعمال کرے گا۔ کیونکہ مسلمان کو کوئی روٹی کپڑا اور مکان یا بجلی پانی گیس کی ضرورت ہو تب بھی ان اشیاء سے بڑھ کر ایک مسلمان تحفظ ناموس رسالت کی قیمت ہے۔ ہمیں پاکستان میں صرف اور صرف ناموس رسالت کا تحفظ چاہئے۔ کونشن میں ٹنڈو آدم کے سب سے بڑے دینی ادارے مدینۃ العلوم کے مفتی محمد امان اللہ بلوچ، مفتی محمد طاہر مکی حنفی، تاجر برادری کے صدر حاجی خلیل الرحمن میمن، حاجی عبدالواحد بلوچ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی نائب امیر راؤ حاجی محمد جمیل، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، خازن ماسٹر عبدالحکیم چانگ، ماسٹر شاہنواز ابڑو، حاجی محمد عمر جونیجو، مستری منور حسین، محمد عارف سعید، محمد اشتیاق، ماسٹر خیر محمد کھوسو، محمد ہاشم بروہی، طارق محمود چانگ، حافظ محمد طارق حمادی، عبدالکریم بروہی، استاد سراج بروہی، مرید بلوچ، شیر محمد بلوچ، محمد آصف بھٹی، حاجی قادرداد کھوسو، یار محمد ابڑو، دائم الدین، نور اللہ سمیت پانچوں یونٹوں کے عہدیداروں نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔

صدر کونشن حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے چند ایمان افروز جملے ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ اگر مسلمان نبی کی عزت وناموس کے لئے میدان میں آئیں تو بھی رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ”اگر تم محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد نہ کرو تو اللہ اس کی مدد کر چکا۔“ یعنی ہجرت کی رات جب سب کفار آپ ﷺ کے قتل کے درپے تھے تو وہاں سے کس نے آپ ﷺ کو بحفاظت وسلامت نکالا۔ اس قسم کے کئی ایک واقعات احادیث میں ملتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس پر خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ اللہ ان سے اپنے نبی کی عزت وناموس کے تحفظ کا کام لے رہا ہے۔ اللہ اس پر بھی قادر مطلق ہے کہ وہ ہماری جگہ دوسری قوم پیدا کر کے یا کسی بھی فاسق وفاجر سے اپنے نبی کی عزت وناموس کا کام لے لے۔ ہم تو یوسف کے خریداروں میں اپنا نام لکھوانے والے ہیں۔ ہمارے شہید ختم نبوت حضرت لدھیانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح صدر مملکت کو اپنی تمام رعایا پیاری ہے پھر اس میں سے پولیس قدرے زیادہ کہ وہ رعایا کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ پھر اس میں سے فوج اور زیادہ کہ ملک کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ مگر ان سب سے زیادہ وہ گارڈ جو صدر مملکت کے ذاتی گارڈ ہیں جو اس کی جان کی حفاظت کرتے ہیں وہ اس کو بہت پسند ہوتے ہیں۔ یہی معاملہ یہاں ہے کہ تمام دیندار رسول اللہ ﷺ کو پسند ہیں۔ مگر مجلس تحفظ ختم نبوت جس کا منشور ہی رسول خدا ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کرنا ہے یہ سب سے زیادہ پسند ہیں۔ یہ گویا محمد عربی ﷺ کے ذاتی محافظ کی مانند ہیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ تمام قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ ان سے بائیکاٹ رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔ حضرت کے خطاب کے بعد حضرت کی ہی دعاء سے قبل از عشاء کونشن اختتام پذیر ہوا۔

انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس گوجرہ

حضرت مولانا مفتی محمد طیب اور صاحبزادہ حافظ مبشر محمود کا پہلی بار خطاب!

رپورٹ: جناب محمد ندیم

گوجرہ میں ختم نبوت کانفرنس ۲۴؍ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۵؍دسمبر ۲۰۰۷ء بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد الخضر ئی نئی منڈی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرہ کے زیراہتمام منعقد ہوئی۔ جو ۱۹ویں سالانہ کانفرنس قرار پائی۔ جس کی تاریخ کا اعلان مقامی جماعت کی درخواست پر مرکزی قائدین نے سالانہ ختم نبوت کانفرنس مسلم کالونی چناب نگر یکم؍نومبر کے موقع پر کیا تھا۔ کانفرنس حضرت الامیر خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی، حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد کی صدارت اور مقامی جماعت کے امیر مولانا محمد اسلم چشتی صابری کی قیادت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے جماعت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد طیب، صاحبزادہ طارق محمود مرحوم کے بیٹے صاحبزادہ حافظ مبشر محمود، مولانا محمد اسلم چشتی صابری، مولانا ضیاء الدین آزاد، سید سرفراز الحسن شاہ اور مجاہد نور پوری نے خطاب کیا۔ قاری یٰسین شفیقی نے تلاوت کی۔ قاری شرافت علی نے نعت اور صوفی خلیل احمد نے نظم پیش کی۔ سٹیج سیکرٹری سید سرفراز الحسن شاہ تھے۔

کانفرنس کے آخری مقرر حضرت مولانا اللہ وسایا نے فرمایا کہ طویل عرصہ کے بعد گوجرہ میں کانفرنس کا انعقاد خوش آئند ہے۔ اس موقع پر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد کی صدارت اور گوجرہ کی دینی قیادت کی موجودگی خوشی کی بات ہے۔ انہوں نے ایک گھنٹہ کے طویل خطاب میں عہد صدیقیؓ کے تین بڑے مسائل لشکر اسامہؓ کی روانگی، منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی اور جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب اور منکرین ختم نبوت کے ساتھ سلوک صدیقیؓ کی روشنی میں فرمایا کہ امت کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر ہوا۔ حضورﷺ کے ۲۳ سالہ دور نبوت میں اسلام کی خاطر ۲۵۹ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ جب کہ جنگ یمامہ میں صرف ایک جنگ میں مدعی نبوت اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ جن میں ۷۰۰ حافظ، قاری اور بدری صحابہ کرامؓ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس طرح آج مسیلمہ کذاب کا ایک بھی پیروکار دنیا میں موجود نہیں۔ اسی طرح ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں ایک بھی قادیانی نظر نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ! انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا تحفظ کرنے والے ڈوبیں گے۔ دین رہے گا دین مٹانے والے مٹ جائیں گے۔

مولانا اللہ وسایا نے فرمایا کہ گوجرہ میں ایک صاحب نے جماعت کو مسجد کے لئے ۱۰ مرلہ کا ایک پلاٹ (امامیہ کالونی نزد جامعہ سعدیہ) دے رکھا ہے۔ اب اس پر مسجد تعمیر کرنے کے لئے مقامی جماعت کمیٹی تشکیل دے، مرکزی جماعت تعاون کرے گی۔ اس پر مولانا محمد اسلم چشتی صابری نے اعلان کیا کہ تین روز میں کمیٹی تشکیل دے کر مسجد کی تعمیر کے لئے کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔ مولانا کی اپیل پر حاضرین نے مالی تعاون کا یقین دلایا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت پر مفصل خطاب فرماتے ہوئے حالیہ الیکشن میں قادیانی نوازوں کو ووٹ نہ دینے کی اپیل کی۔

جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد طیب نے فرمایا کہ میں گوجرہ شاخ کے طلباء کے مطالعہ کتب کا جائزہ لینے کے لئے آیا تو اس کانفرنس کا علم ہوا۔ میں نے جامعہ گوجرہ کے طلباء واساتذہ کو کہا کہ اپنا امتحانی پروگرام ملتوی کردیں تاکہ ہم سب ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہوسکیں۔ میں آخری صف میں کسی کونے میں بیٹھ کر کانفرنس سننے اور شرکاء میں نام لکھوانے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ نے مجھے مائیک کے سامنے بٹھا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ختم نبوت کانفرنس سے میری دل چسپی جامعہ خیرالمدارس کے زمانہ سے ہے۔ میں مدعو کئے بغیر بھی کانفرنس میں شریک ہوجاتا ہوں کہ اس میں شریک ہونا سعادت ہے۔ انہوں نے کہا اس اعتراض کی بابت کہ ہم لوگ دیگر اقلیتوں کی نسبت قادیانیوں کے زیادہ خلاف کیوں ہیں۔ فرمایا کہ مسلمان اقلیتوں کے حق میں ہمیشہ پرامن رہے ہیں۔ مسیحی پرامن اقلیت ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے دسمبر کے ماہنامہ لولاک ملتان میں مولانا لال حسین اختر مرحوم کے خصوصی مضمون کے ''انٹرویو'' کا بطور خاص حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم قادیانیوں کے اس لئے زیادہ خلاف ہیں کہ یہ صرف کافر نہیں بلکہ اسلام کے غدار ہیں۔ یہ دجال بھی ہیں۔ آئین کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ ملک وآئین کے وفادار نہیں۔ یہ سازشیں کرتے ہیں۔ یہ کفر پر اسلام کا لیبل لگاتے ہیں۔

مولانا تاج محمود مرحوم اور صاحبزادہ طارق محمود مرحوم پابندی سے ہر سال گوجرہ کانفرنس سے اپنی اپنی زندگی میں خطاب کرتے رہے، کبھی ناغہ نہیں کیا تھا۔ راقم نے یہ بات یاد دلا کر صاحبزادہ طارق محمود مرحوم کے بیٹے اور مولانا تاج محمود مرحوم کے پوتے صاحبزادہ حافظ مبشر محمود سے خصوصی طور پر اس کانفرنس میں شرکت کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ صاحبزادہ حافظ مبشر محمود خصوصی طور پر اپنے باپ دادا کی روایت کو نبھانے کے لئے مبلغ ختم نبوت ضلع فیصل آباد مولانا قاضی عبدالخالق اور صاحبزادہ طارق محمود مرحوم کے رفیق سفر جناب خلیل کمتر کی معیت میں بعد مغرب ہی گوجرہ میں اپنے والد گرامی کے رفیق محمد ندیم سابق نائب مدیر لولاک کی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔ جس سے صاحبزادہ طارق محمود مرحوم کی یاد تازہ ہوگئی۔ ماسٹر منور صاحب کی رہائش گاہ پر صاحبزادہ حافظ مبشر محمود نے صاحبزادہ عزیز احمد ودیگر قائدین سے ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کیا۔

صاحبزادہ حافظ مبشر محمود ایڈیٹر ماہنامہ لولاک ملتان نے فرمایا کہ میں آج گوجرہ میں اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد پہلی بار بھائی ندیم صاحب کے حکم پر حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے شرف انسانیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں حضور ﷺ کا امتی وغلام پیدا فرمایا۔ سب نبیوں کو ایک تاج پہنایا۔ حضور ﷺ کو دو تاج پہنائے۔ مرزا جھوٹا تھا۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا۔ مرزے میں ہر بیماری تھی۔ اس کی ایک جیب میں گڑ دوسری میں مٹی کا ڈھیلا ہوتا تھا۔ لیکن ہمارے نبی کی شان کہ وہ مکے میں مدینے کی خبریں اور مدینے میں مکے کی خبریں دیتے تھے۔

انہوں نے اپنے خطاب میں صاحبزادہ طارق محمود کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہا کہ سب نبیوں کو ایک دعاء

عطاء کی گئی جو انہوں نے خرچ کر لی۔ حضور نبی کریم ﷺ وہ دعاء اپنی امت کے حق میں مغفرت کے لئے صرف فرمائیں گے۔

مولانا ضیاء الدین آزاد نے ۸؍جنوری کے الیکشن کی روشنی میں قادیانی نواز امیدواروں کو ناکام بنانے کی اپیل کی۔ مجاہد نورپوری نے تین قراردادیں پیش کیں کہ ڈاکٹر مبشر قادیانی کو الاٹ کردہ رقبہ واپس لیا جائے۔ اسلام آباد کی سات شہید شدہ مساجد کو دوبارہ تعمیر کیا جائے اور جامعہ حفصہؓ کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔

سٹیج سیکرٹری سید سرفراز الحسن شاہ نے کہا کہ ختم نبوت کانفرنس کا پلیٹ فارم اتحاد کا مظہر ہوتا ہے۔ کئی سالوں کے بعد کانفرنس ہوئی، پریشانی تھی کہ پتہ نہیں حاضری کا کیا بنے گا۔ لیکن ختم نبوت کی برکت سے آج گوجرہ کے تمام مدارس کے مہتمم، اساتذہ اور طلباء یہاں موجود دیکھ کر بیحد خوشی ہو رہی ہے۔ آج حضرت مفتی طیب صاحب بھی اپنے جامعہ کے اساتذہ وطلباء کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ ہر سال کانفرنس ہوتی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے بعض ساتھیوں کی رائے ہے کہ سال میں دو کانفرنسیں ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسی صورت میں ایک کانفرنس کا خرچہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں غریب ضرور ہوں مگر دل کا غریب نہیں۔ نوائے گوجرہ اخبار نے کانفرنس کی خبریں خصوصی طور پر شائع کیں۔ کانفرنس سے علاقہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور توقع سے بڑھ کر حاضری رہی۔ صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب کی دعاء سے اختتام ہوا۔

الیکشن اور ہماری ذمہ داری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے رہنماؤں مولانا عبدالواحد، مولانا قاری انوار الحق حقانی، مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا قاری عبداللہ منیر، مولانا محمد یوسف نقشبندی، مفتی محمد احمد خان، حاجی شاہ محمد آغا، حاجی تاج محمد فیروز، حاجی خلیل الرحمان، حاجی نعمت اللہ خان اور حافظ خادم حسین گجر نے کہا ہے کہ اس صورتحال پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مختلف پارٹیوں سے امیدوار بن کر سامنے نہ آئیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان کے حلقہ پی پی ۲۴۰ میں سکہ بند قادیانی امام بخش قیصرانی کو ٹکٹ دیا گیا ہے جو نہ صرف بدترین قادیانیت نوازی ہے۔ بلکہ ملک وملت سے غداری کے مترادف بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو نے تو یہ کہا تھا کہ قادیانی چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ رہنماؤں نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتوں کو باخبر رہنا چاہئے کہ کوئی قادیانی بھیس بدل کر دھوکہ نہ دے سکے۔ انہوں نے کہا کہ جداگانہ طرز انتخاب کو ۷ اویں ترمیم کے ذریعے ختم کرنے کا موجب بننے والی قوتیں ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ اس امر کا جائزہ بھی لیں کہ کہیں اس کا فائدہ قادیانیوں کو تو نہیں ہوا؟۔

قارئین لولاک سے اپیل!

قارئین لولاک کے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہوگا کہ الحمدللہ! ''لولاک'' اپنے آغاز سے اس وقت تک پینتالیس سال مکمل کر کے چھیالیسویں سال میں اس شمارہ سے داخل ہورہا ہے۔ پہلے یہ ہفت روزہ رہا اور اب یہ ماہنامہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، قارئین و جماعتی احباب کے تعاون سے یہ سفر جاری رہا اور یقین کامل ہے کہ سابق کی طرح آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور مسئلہ ختم نبوت کی برکتوں سے اس سفر کو جاری رکھنے کی توفیق بخشیں گے۔

قارئین لولاک! ماہنامہ لولاک کور پیج سمیت ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اچھے کاغذ، عمدہ طباعت، چہار رنگا، آفسٹ کاغذ کے ٹائٹل، کمپیوٹر کتابت، کمپوزنگ سے ڈاک کے سپرد کرنے تک فی پرچہ کے اخراجات شمار کریں تو اس کا لاگت خرچہ پندرہ روپے فی پرچہ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود محض تبلیغی نقطہ نظر سے مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے بیت المال سے قارئین کو فی شمارہ دس روپے میں پیش کرتی ہے۔

کوئی بھی ادارہ اس کوالٹی پر اتنا سستا پرچہ مہیا نہیں کرتا۔ اس کے انفرادی خریدار ساڑھے تین ہزار ہیں۔ اگر اس کا سالانہ چندہ یک صد روپیہ بروقت مہیا نہ ہو تو گویا ساڑھے تین لاکھ روپے سالانہ خریداروں کی طرف رہ جاتے ہیں۔ بعض خریداروں کی طرف سال، دو سال، تین سال، حتیٰ کہ چار سال تک کے بقایا جات ہیں۔ دفتر مرکزیہ نے تمام خریداروں کو جن کی طرف جتنا چندہ بقایا ہے اس کے خطوط روانہ کئے اور چندہ روانہ کرنے کی صورت میں محرم کا پرچہ روانہ کرنے کا لکھا۔ لیکن اب ملکی حالات، ڈاک ذرائع رسائل میں تعطل کے باعث فیصلہ کیا کہ محرم کا پرچہ قارئین کو بھیج دیا جائے۔ محرم کے آخر تک تمام خریدار جن کی طرف ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ تک جتنا بقایا ہے وہ اور شروع سال یعنی ۱۴۲۹ھ کا چندہ بجھوادیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل ہے کہ ہماری توقعات سے بڑھ کر قارئین نے تعاون کیا۔ خطوط کے جوابات سے ہماری حوصلہ افزائی کی۔ بعض حضرات نے چندہ بجھوادیا۔ بعض نے فوری بجھوانے کا وعدہ کیا۔ اس وقت تک جتنے جوابات آئے ایک نے بھی پرچہ بند کرنے کا نہیں لکھا۔ گویا اس وقت تک سو فیصد نتیجہ معلوم ہے کہ خریداروں میں کمی نہ ہوگی۔ ایک بار پھر ان سطور کے ذریعہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ خریدار جنہوں نے تا حال سابقہ بقایا اور شروع سال ۱۴۲۹ھ کا چندہ نہیں بجھوایا وہ محرم کے آخر تک بجھوا کر ممنون فرمائیں۔

(جناب صاحبزادہ) عزیز احمد، چیف ایڈیٹر ماہنامہ لولاک
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ادارہ!

نام کتاب : خطبات امیر شریعتؒ

ترتیب : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

صفحات : ۶۱۲

قیمت : ۱۰۰روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ ختم نبوت غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، مکی کتب خانہ میرپور خاص سندھ

امیر شریعت حضرت سید مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر بہت کچھ لکھا گیا اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو اللہ تعالیٰ نے مجلس کے راہنماؤں کے ارشادات گرامی اور سوانح وافکار جمع کرنے کا خاص سلیقہ عطاء فرمایا ہے۔ قبل ازیں تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل سوانح وافکار کے نام سے کتاب مرتب کر چکے ہیں۔ کتاب کی ضخامت کی وجہ سے نئے آنے والے ایڈیشن میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک حصہ سوانح وافکار پر مشتمل ہوگا اور زیر تبصرہ کتاب خطبات پر مشتمل ہے۔ جو جدید ترتیب وتبویب، سفید آفسٹ پیپر، (قرآن بورڈ) پر شائع کی گئی ہے۔ جلد بھی خوبصورت ہے۔ مکتبہ ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ بازار لاہور سے شائع کی ہے۔

کتاب کے تعارف کے سلسلہ میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے خوبصورت انداز میں پیش لفظ تحریر فرمایا اور قائد تحریک ختم نبوت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم نے دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ آج ہی طلب فرمائیں۔ ایڈیشن محدود!

قافلہ آخرت

گذشتہ سہ ماہی میں مندرجہ ذیل اکابر، بزرگ اور جماعتی حلقہ کے رفقاء میں سے جو حضرات فوت ہوئے۔ ان کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کے سہ ماہی اجتماع میں تعزیتی قرارداد قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ حق تعالیٰ ان تمام حضرات کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔

مولانا سید محمد امین شاہ مخدوم پور، مولانا محمد اختر صدیقی کمالیہ، حافظ محمد بلال مکتبہ مجیدیہ ملتان، قاری محمد یوسف شیخوپورہ، مولانا محمد بخش کفری خوشاب، مولانا سید محمد علی شاہ گنجیال، مولانا معین الدین وٹو منچن آباد کی والدہ، محترم قاری سکندر سکھر کی اہلیہ، مولانا گل محمد لیہ، مولانا حبیب اللہ ڈیروی، الحاج محمد حسین ککرے والا شجاع آباد۔

وفاداران مادرزاد

رسول وقت کی اولاد ہم ہیں — وفاداران مادرزاد برہمن ہیں
پچاس المارياں ہیں قادیاں میں — سبق ان کا ہے جن کو یاد ہم ہیں
بہشتی مقبرے کی ہڈیوں کا — تبرک بانٹ کر دل شاد ہم ہیں
پرستار ان خاک کعبہ سن لیں — کہ زیب مسند ارشاد ہم ہیں
نگارستان ایماں کی کرو سیر — کہ اس کے مانی وبہزاد ہم ہیں
جسے اسلام سمجھے ہو وہ ہے کفر — اور اس پر کرنے والے صاد ہم ہیں

پرانی ہو چکی مکہ کی تہذیب
نئی تہذیب کے استاد ہم ہیں
فضا گونجی ہے جس کی گالیوں سے
وہ بستی کر رہے آباد ہم ہیں

شریعت بن گئی جن کا کھلونا — وہی مادر پدر آزاد ہم ہیں
خدا کا لوگ کر لیں بیشک انکار — کہ ان کو دینے والے داد ہم ہیں
نبوت ہے ہمارے گھر کی لونڈی — خدا کے آخر داماد ہم ہیں
نصاریٰ کی ہری کیوں ہو نہ کھیتی — کہ ان کا کھیت ہے اور کھاد ہم ہیں
کوئی جاکر ''مسلمانوں'' سے کہہ دے — کریں گے جو تمہیں برباد ہم ہیں
حکومت سے الجھتے کس لئے ہو — پڑی ہے تم پر جو افتاد ہم ہیں
غم استعمار کی دیوار کو کیا — جب اس دیوار کی بنیاد ہم ہیں

دماغ ان کا نہ پہنچا جن کی تہ تک
وہ نکتے کر رہے ایجاد ہم ہیں

مولانا ظفر علی خان

سلام بحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم

لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
اے آمنہ کے مہ جبیں اے عرش اعلیٰ کے مکیں
اے فخر گردوں و زمیں اے رحمت للعالمیں
اے مہر طلعت مہ جبیں اے سب حسینوں کے حسیں
لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
اے باعث خلق جہاں اے باعث کون ومکاں
اے واقف راز نہاں اے مصدر امن واماں
اے دستگیر بے کساں اے شاہ و والئ دو جہاں
لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
اے گیسوؤں والے قمر اے کان وحدت کے گوہر
اے کامل اکمل بشر اے درد دل کے چارہ گر
حاضر ہے یہ خستہ جگر ہے عرض یہ باچشم تر
ہو اب عنایت کی نظر لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
اے احمدؐ والا حشم پیغمبر فرخ شیم
کان عطاً بحر کرم خیر الوریٰ شاہ امم
ہے آرزو رب کی قسم نکلے درعالی پہ دم
اور یہ کہیں اس وقت ہم لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
شاہنشاہ ہر دوسرا درکا تمہارے ہوں گدا
سن لیجیے میری صدا عرض گدائے بے نوا
ہے دست بستہ یہ سیاہ ہو لطف بہر کبریا
اے تاجدار انبیاء لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں
لیجیے سلام عاصیاں

ذات واحد عبادت کے لائق

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق / زبان اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق / اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ / جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم / اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم

اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم / اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی / نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں / مہ ومہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں

جہاں دار مغلوب ومقہور ہیں واں / نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرسش ہے رہبان واحبار کی واں / نہ پرواہ ہے ابرار واحرار کی واں

نصاریٰ کی مانند دھوکہ نہ کھانا / کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا

میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا / بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ / اسی طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم / نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم / کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة
حضوری باغ روڈ · ملتان فون : 061-4583486-4514122

قیمت فی شمارہ-/10روپے
قیمت سالانہ-/100روپے